قیامِ اَمن کے داعیان کے لیے رہنما کتاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی طرف سے پیش کردہ

قراردادِ اَمن

اِنتہا پسندی و دہشت گردی کا خاتمہ اور اَمن کا قیام کیونکر ممکن ہے؟

قیامِ امن کے داعیان کے لیے رہنما کتاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی طرف سے پیش کردہ

قراردادِ امن

اِنتہا پسندی و دہشت گردی کا خاتمہ اور

اَمن کا قیام کیونکر ممکن ہے؟

حقوقِ اِشاعت عام ہیں۔

مرتّبین: محمد تاج الدین کالامی، غلام مرتضیٰ علوی، اَجمل علی مجددی، محمد محمود اَحمد

زیرِ اہتمام: فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

اِشاعت اَوّل: مارچ 2016ء

تعداد: 3,000

بسم الله الرحمن الرحيم

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

محمد سید الکونین والثقلین

والفریقین من عرب ومن عجم

اللهم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آله وصحبه وبارک وسلم

فہرس

تعارُف	۹
قراردادِ اَمن کے مقاصد	۹
قراردادِ اَمن کا حصہ کیسے بنیں؟	۱۰
آرٹیکل نمبر 1	۱۱
۱۔ اِسلام دینِ اَمن وسلامتی ہے	۱۱
۲۔ لفظ اِسلام کا معنی اور مفہوم	۱۲
۳۔ محبت وتکریم انسانیت اور عدمِ تشدد	۱۳
آرٹیکل نمبر 2	۱۶
خدمتِ اِنسانیت	۱۶
آرٹیکل نمبر 3	۱۹
مسلمان کو ناحق قتل کرنے والے کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی	۱۹
آرٹیکل نمبر 4	۲۱
آرٹیکل نمبر 5	۲۴
صوبائی، لسانی اور علاقائی تعصّبات کا خاتمہ	۲۴

آرٹیکل نمبر 6	۲۶
قومی ایکشن پلان (NAP)	۲۶
آرٹیکل نمبر 7	۲۹
دہشت گردوں کی معاونت بھی جرم ہے	۳۰
آرٹیکل نمبر 8	۳۲
آرٹیکل نمبر 9	۳۴
آرٹیکل نمبر 10	۳۷
آرٹیکل نمبر 11	۳۹
مدارس میں اِصلاح طلب پہلو	۳۹
آرٹیکل نمبر 12	۴۲
ضربِ علم کے لیے نصابِ اَمن	۴۲
۱۔ ریاستی سکیورٹی اِداروں کے افسروں اور جوانوں کے لیے	۴۶
۲۔ اساتذہ، وکلاء اور دیگر دانشور طبقات کے لیے	۴۶
۳۔ ائمہ و خطباء اور علماء کرام کے لیے	۴۶
۴۔ طلبہ و طالبات اور نوجوانوں کے لیے	۴۷

۵۔سول سوسائٹی کے جملہ طبقات کے لیے	۴۷
آرٹیکل نمبر 13	۴۸
مدارس کو ملنے والی بیرونی اِمداد	۴۸
آرٹیکل نمبر 14	۵۰
آرٹیکل نمبر 15	۵۳
آرٹیکل نمبر 16	۵۸
آرٹیکل نمبر 17	۶۰
کالعدم تنظیمیں (Banned Outfits)	۶۰
آرٹیکل نمبر 18	۶۲
رسولِ رحمت ﷺ بطور پیغمبرِ اَمن	۶۲
آرٹیکل نمبر 19	۶۵
۱۔ جہاد بالنفس	۶۵
۲۔ جہاد بالعلم	۶۶
۳۔ جہاد بالعمل	۶۶
۴۔ جہاد بالمال	۶۷

۵۔ جہاد بالسیف (دفاعی جہاد)	۶۷
آرٹیکل نمبر 20	۶۸
غیر مسلموں کے ساتھ پُراَمن بقاے باہمی کی واضح تعلیمات	۶۸
آرٹیکل نمبر 21	۷۱
آرٹیکل نمبر 22	۷۵
آرٹیکل نمبر 23	۷۸
آرٹیکل نمبر 24	۸۰
ا۔ دہشت گردوں کے خلاف حکومت کی مدد عوام پر لازم ہے	۸۰
۲۔ اِنفرادی سطح پر ہماری ذمہ داریاں	۸۱
۳۔ملکی وقومی سطح پر ہماری ذمہ داریاں	۸۱

تعارُف

دہشت گردی کی لہر نے اِس وقت پوری دنیا بالخصوص پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کا عفریت پوری طرح چھایا ہوا ہے جس میں آئے روز معصوم اور بے گناہ اِنسان اپنی جانیں گنوا رہے ہیں۔ اِنسانیت کی سلامتی اور بقا کا اِنحصار اِنتہا پسندی اور دہشت گردی سے کلیتًا چھٹکارا پانے میں ہی مضمر ہے۔ خالقِ کائنات تمام مخلوقات پر نہایت مہربان، انتہائی رحم فرمانے والا ہے اور نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سراپا رحمت اور مجسم شفقت ہیں۔ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ سراپا رحمت نبی اکرم ﷺ کے نام لیوا ایک دوسرے کا گلا کاٹتے پھریں؟ اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کے تمام اِقدامات سراسر آپ ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہیں اور کسی طور دینِ اِسلام میں شمار نہیں ہوسکتے۔ بنا بریں اُمتِ محمدیہ کا ہر فرد اُخوت، رواداری، اِعتدال، برداشت اور شفقت و رحمت کا پیکر ہونا چاہیے۔ دہشت گردی کے اِس عالم گیر فتنے کے خلاف ہم سب کو متحد ہو کر مشترکہ جد و جہد کرنا ہوگی کیونکہ اِس لعنت کا تدارُک جتنی جلد ممکن ہو سکے، ملک و ملت کے حق میں اُتنا ہی بہتر ہوگا۔

قراردادِ اَمن کے مقاصد

یہ قراردادِ اَمن ملک بھر میں دہشت گردی کے خلاف جاری 'ضربِ عضب' کی طرح تنگ نظری اور اِنتہا پسندی کے خاتمے کے لیے 'ضربِ علم' ہے۔

جب تک ہم اپنی سوچوں میں وُسعت، عمل میں اِعتدال اور کردار میں محبت پیدا نہیں کریں گے تب تک صرف ضربِ عضب سے دہشت گردی کو ختم نہیں کر سکیں گے۔ اِس قراردادِ اَمن کے ذریعے ہم متمنی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی حقیقی تعلیماتِ اَمن پوری دنیا تک

پہنچائیں۔فکر، دل اور نظروں کومحبتوں کے پانی سے ایسا سیراب کریں کہ عالمی سطح پر فکر ونظر اور عمل کی فصل پر تکریمِ اِنسانیت کے پھول کھلیں۔ ہماری اِس تاریخی کاوش کا مقصد عالم گیرسطح پر ایسے معاشرہ کی تشکیل ہے جو اَمن و اُخوت اور رواداری کا بہترین مظہر ہو۔

قراردادِ اَمن کا حصہ کیسے بنیں؟

ہم توقع کرتے ہیں کہ آپ اِس تاریخی جد و جہد میں ہمارے ہم سفر بن کر اِس قراردادِ اَمن کو پڑھ اور سمجھ کر اور اِس پر دستخط کر کے عالمی کاروانِ اَمن میں شریک ہوں گے اور اس پیغامِ محبت کو دنیا بھر میں پہنچانے کا ذریعہ بنیں گے۔

قراردادِ اَمن کے نکات پیش کرنے کے ساتھ لازم ہے کہ اِن نکات کے تحت قرآن و حدیث کی روشنی میں چند ضروری اُمور واضح کر دیے جائیں تا کہ قراردادِ اَمن کو پڑھنے، دستخط کرنے اور اس عالمی کاروانِ اَمن میں شریک اَفراد کی ذہنی اور علمی تسکین ہو سکے اور اِس قراردادِ اَمن کو کما حقہٗ مفید بنایا جا سکے۔

آرٹیکل نمبر I

اِسلام محبت اور عدمِ تشدد کا دین ہے۔ یہ تمام اَقوام اور معاشروں کو اَمن اور بھائی چارے کا پیغام دیتا ہے اور تمام بنی نوع اِنسان کے لیے باہمی اُخوت و محبت، تعظیم و تکریم اور باہمی عدل و اِنصاف کی تلقین کرتا ہے۔

ا۔ اِسلام دینِ اَمن و سلامتی ہے

اِسلام خود بھی اَمن و سلامتی کا دین ہے اور دوسروں کو بھی اَمن و عافیت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اِسلام کے دینِ اَمن و سلامتی ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے دین کے لیے نام ہی 'اِسلام' پسند کیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَامُ.(۱)

بے شک دین اللہ کے نزدیک اِسلام ہی ہے۔

ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا اِسلام اَفضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ.(۲)

(اُس شخص کا اِسلام سب سے بہتر ہے) جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام لوگ محفوظ رہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مومن کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

---

(۱) آل عمران، ۳: ۱۹

(۲) أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۸۷، رقم: ۶۷۵۳

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰی دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ.[1]

مومن وہ ہے کہ جس کے پاس لوگ اپنے خون (یعنی جان) اور مال کو محفوظ سمجھیں۔

۲۔ لفظِ اِسلام کا معنی اور مفہوم

۱۔ لفظِ اِسلام سَلَمَ یا سَلِمَ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی اَمن و سلامتی اور خیر و عافیت کے ہیں۔ اِسلام اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے سراسر اَمن (peace) ہے۔ گویا اَمن و سلامتی کا معنی لفظِ اِسلام کے اندر ہی موجود ہے۔ لہٰذا اپنے معنی کے اعتبار سے ہی اِسلام ایک ایسا دین ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی اَمن و سلامتی، محبت و رواداری، اِعتدال و توازُن اور صبر و تحمل کی تعلیم دیتا ہے۔

۲۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اگر مسلم اور مومن کی تعریف تلاش کی جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک مسلمان صرف وہ شخص ہے جو تمام اِنسانیت کے لیے پیکرِ اَمن و سلامتی ہو اور مومن بھی وہی شخص ہے جو اَمن و آشتی، تحمل و برداشت، بقاے باہمی اور اِحترامِ آدمیت جیسے اوصاف سے متصف ہو۔ یعنی اِنفرادی درجے سے لے کر اِجتماعی سطح تک جس سے ہر کوئی محفوظ و مامون ہو وہی مسلمان ہے۔

۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ کا جواب مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ دے کر لوگوں کے اِس اِعتراض کو رفع فرما دیا ہے کہ 'ہم کس کا اِسلام مانیں اور کس کا نہ مانیں'۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اِسلام کا واضح تصور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بہترین اِسلام ان لوگوں کا ہے جن کے ہاتھ اور زبان سے تمام طبقاتِ اِنسانی محفوظ رہیں، جو بقاے باہمی، محبت و رواداری، تحمل و برداشت اور بین المذاہب رواداری کے علم بردار ہوں۔ گویا حضور نبی اکرم ﷺ نے حقیقی اِسلام کو پرکھنے کا معیار بنیادی طور پر اَمن و سلامتی کو قرار دیا ہے۔

(۱) نسائي، السنن، كتاب الإيمان وشرائعه، باب صفة المؤمن، ۸: ۱۰۴، رقم: ۴۹۹۵

۴۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اَحادیث مبارکہ میں بعض مقامات پر مطلقاً لفظِ 'النَّاس' استعمال کر کے اس حقیقت کی طرف واضح اشارہ فرما دیا ہے کہ مسلمان اور مومن وہی شخص ہوگا جس سے بلاتفریقِ دین و مذہب ہر شخص کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہوں گے۔ لہٰذا جو شخص آدمیت و اِنسانیت کا اِحترام ملحوظ نہ رکھے اور قتل و غارت گری، فساد انگیزی اور جبر و تشدد کا راستہ اختیار کرے، بھلے وہ کتنی ہی عبادت و ریاضت کرتا پھرے، ہرگز مومن نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی شخص نے داڑھی رکھی ہو، نماز پنج گانہ ادا کرتا ہو، تسبیح وتہلیل بھی کرتا ہو، روزوں کا اہتمام بھی کرتا ہو، تہجد گذار اور قائم اللیل ہو اور دعوت وتبلیغ کے علاوہ ہر سال حج و عمرہ بھی کرتا ہو؛ الغرض تمام اِسلامی اقدار کا پابند ہونے کے باوجود اس سے لوگوں کی جان و مال محفوظ نہ ہوں تو یہ تمام عبادات اسے اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتیں، کیونکہ حقیقی فلاح کا اِنحصار محض ظاہری عبادات پر نہیں بلکہ قلبِ سلیم پر ہے۔ اگر اندر کا اِنسان نہیں بدلا، وہ وحشی اور درندہ ہے تو باہر کے اِنسان کو جتنے بھی پارسائی کے لبادے اوڑھا لیں، اس سے وہ اِنسانوں کو تو دھوکا دے سکتا ہے مگر معاذ اللہ خالقِ کائنات کو ہرگز دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

۵۔ اِسلام اپنے لفظ، معنی اور عنوان کے لحاظ سے کلیتاً اَمن و سلامتی، خیر و عافیت اور حفظ و اَمان کا نام ہے۔ دوسرے لفظوں میں اِسلام فساد و ہلاکت سے نہ صرف اِجتناب کرنے بلکہ ہر ایک کو محفوظ و مامون رکھنے کا نام ہے۔ اس میں اَصلاً کسی فساد انگیزی، تباہی و بربادی اور تفرقہ و اِنتشار کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِس کی تعلیمات کا ہر پہلو اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کی نفی کرتا ہے اور اس کی جگہ بھلائی، آبادی، شادابی، سلامتی، ترقی، عافیت اور نفع بخشی کی ترغیب اور ضمانت دیتا ہے۔ گویا جس شخص کا طرزِ عمل اِسلام کے اساسی معنی اور اس کے فکری و عملی اِطلاق سے متصادم ہوگا اس کا اِسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

۳۔ محبت و تکریمِ اِنسانیت اور عدمِ تشدد

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.(۱)

کسی مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے قتال کرنا کفر ہے۔

مذکورہ حدیث کی رُو سے کسی مسلمان کو محض برا بھلا کہنے کو فسق یعنی بڑا گناہ قرار دیا ہے اور اسے ناحق قتل کرنے کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ عزت وتکریم کا یہ معیار صرف مسلمانوں کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ غیر مسلموں کے لیے بھی ہے۔ اِسلام نے عزت اور جان و مال میں تمام اِنسانیت کو یکساں تکریم عطا کی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا.(۲)

جس نے کسی معاہد (غیر مسلم شہری) کو قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْنَا لَهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّهَا جِنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ؟ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُوْمُوْا.(۳)

ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو حضور نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ کے

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الإیمان، باب خوف المؤمن من أن یحبط عمله وهو لا یشعر، ۱: ۲۷، رقم: ۴۸

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الجزیة، باب إثم من قتل معاهدا بغیر جرم، ۳: ۱۱۵۵، رقم: ۲۹۹۵

(۳) بخاري، الصحیح، کتاب الجنائز، باب من قام لجنازة یهودي، ۱: ۴۴۱، رقم: ۱۲۴۹

ساتھ ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ ہم عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! یہ تو کسی یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ جس میت کے لیے آپ نے قیام فرمایا ہے، یہ ایک یہودی کا جنازہ ہے۔ آقا علیہ السلام نے جواب دیا:

أَلَيْسَتْ نَفْسًا؟(۱)

کیا یہ اِنسان نہیں؟

اِس موقع پر آپ ﷺ کے قیام کا مقصد تکریم اِنسانیت تھا۔ چونکہ شریعتِ مصطفیٰ ﷺ میں تکریمِ اِنسانیت پہلے ہے جبکہ تکریمِ مذہب بعد میں ہے۔ اِسی لیے تو آقا ﷺ نے اِستفسار فرمایا کیا یہ اِنسان نہیں تھا؟ گویا آقا ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اِنسانی جان کی تکریم کی ہے قطع نظر اس کے کہ اس کا مذہب کیا تھا۔ لہٰذا ہم اَہلِ پاکستان اور اَہلِ اِسلام کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم زندہ اِنسانوں کی تکریم کا معاشرہ بھی قائم نہیں کر سکے۔

۞ اِس قراردادِ اَمن کے ذریعے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اِسلام کے اِس روشن پہلو سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو رُوشناس کروایا جائے تاکہ ایک طرف مسلمانوں کے دلوں میں وسعت پیدا کی جائے تو دوسری طرف وہ لوگ جو اِسلام کو دہشت گردی اور اِنتہا پسندی سے منسوب کرتے ہیں اُن کی اس غلط فہمی کو دور کیا جا سکے۔

---

(۱) بخاري، الصحيح، كتاب الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ۱: ۴۴۱، رقم: ۱۲۵۰

آرٹیکل نمبر 2

اِسلام خدمتِ اِنسانیت کا دین ہے۔ اِس میں تمام اِنسانیت کی محبت اور خدمت کو لازمی قرار دیتے ہوئے عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔ لہٰذا ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ اِسلام کی تعلیماتِ خدمت و محبت کو خوب فروغ دیا جائے۔

خدمتِ اِنسانیت

اِسلامی تعلیمات میں تمام اِنسانیت کی خدمت ایک مقدس فریضہ ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے عبادات کو صرف نماز، روزہ اور حج تک محدود کر دیا ہے۔ اِسلام میں اِنسانیت کی خدمت تو کجا بے زبان جانوروں کا بھی اس قدر خیال رکھنے کا حکم ہے کہ ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے والا جنت کا مستحق قرار پاتا ہے اور بلی کو بھوکا مارنے پر جہنم کی سزا سنا دی جاتی ہے۔

قرآن حکیم کے مطابق اُمتِ مسلمہ تمام اِنسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے پیدا کی گئی ہے جو بلاتفریقِ رنگ و نسل و مذہب پوری اِنسانیت کے لیے سراپائے خیر ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں خدمتِ اِنسانیت پر اس قدر زور دیا ہے کہ ہمارے جائز اور حلال مال میں محتاجوں اور مساکین کا مخصوص حصہ مقرر فرمایا ہے:

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ.[1]

اور ان کے اَموال میں سائل اور محروم (سب حاجت مندوں) کا حق مقرر تھا۔

اِسلام خدمتِ خلق میں رنگ و نسل اور مذہب کا امتیاز نہیں رکھتا۔ پڑوسی کے حقوق ہوں یا مریض کی عیادت، مسافر کے حقوق ہوں یا ادائیگی زکوٰۃ، کسی قسم کے حقوق العباد میں مسلمان اور غیر مسلم کا فرق نہیں رکھا گیا۔ خدمت گزار یہودی لڑکا ہو یا کوڑا پھینکنے والی عورت حضورِ اقدس ﷺ نے خود سب کی عیادت فرمائی ہے۔ فتحِ مکہ سے قبل مکہ میں قحط پڑا اور جانی دشمن

(۱) الذاریات، ۵۱:۱۹

بھوکے مرنے لگے تو حضور پُرنور ﷺ نے مدینے سے مشرکینِ مکہ کے لیے غلہ بھجوایا۔ الغرض اِسلام خدمتِ خلق میں بہترین اُسوہ اور تعلیمات رکھتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے خدمت اِنسانیت کو نہ صرف عبادت بلکہ اللہ کی رضا اور اُس کی مدد کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے اِرشادفرمایا:

لَا يَزَالُ اللهُ فِي حَاجَةِ الْعَبْدِ مَا دَامَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ. (۱)

اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی حاجت روائی کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت روائی میں (مصروف) رہتا ہے۔

اِسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ خَلْقًا خَلَقَهُمْ لِحَوَائِجِ النَّاسِ. يَفْزَعُ النَّاسُ إِلَيْهِمْ فِي حَوَائِجِهِمْ. أُولٰئِكَ الْآمِنُونَ مِنْ عَذَابِ اللهِ. (۲)

اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی مخلوق بھی ہے جسے اس نے لوگوں کی حاجت روائی کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ بندگانِ خدا اپنی حاجات (کی تکمیل کے لیے) حالتِ پریشانی میں اِن کے پاس آتے ہیں۔ یہ (وہ لوگ ہیں جو) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

مندرجہ بالا دلائل و براہین سے ثابت ہوا کہ اِسلام دینِ فطرت ہے۔ اس کا مزاج تکریم اِنسانیت، نفع بخشی اور فیض رسانی سے بھرپور ہے۔ خدمتِ اِنسانیت اَہلِ اِیمان کا مقدس فریضہ ہے اور ایک مومن کو اس کے بدلے میں کسی قسم کے اجر کا طلب گار بھی نہیں ہونا چاہیے بلکہ اِنسانیت کی خدمت کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضا ہونی چاہیے۔

---

(۱) طبراني، المعجم الكبير، ۵: ۱۱۸، رقم: ۴۸۰۲

(۲) ۱۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۲: ۳۵۸، رقم: ۱۳۳۳۴

۲۔ قضاعي، مسند الشهاب، ۲: ۱۱۷، رقم: ۱۰۰۷-۱۰۰۸

اِس قراردادِ اَمن کے ذریعے ہمیں اپنے آپ سے عہد کرنا ہوگا کہ ہمیں دُکھی، غریب اور نادار اِنسانیت کی خدمت کے لیے اپنے سکون و آرام کو بھی قربان کرنا پڑا تو قربان کر دیں گے۔ اُردو کے نامور صوفی شاعر میر درد اِحترامِ اِنسانیت کا اِظہار کچھ یوں کرتے ہیں:

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا اِنسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

آرٹیکل نمبر 3

ہم کسی بھی عنوان سے ہونے والی اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کی صراحتاً مذمت اور مخالفت کرتے ہیں اور اسے کلیتاً مسترد کرتے ہیں۔

اِسلام نہ صرف مسلمانوں بلکہ بلا تفریقِ مذہب، رنگ و نسل اِنسانوں کے قتل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اِسلام میں کسی اِنسانی جان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو پوری اِنسانیت کا خون بہانے کے مترادف قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حرمت و تکریم اِنسانیت کے حوالے سے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا.[۱]

جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے کسی بھی شخص کے قتلِ ناحق کو دنیا کے مٹ جانے سے بڑا سانحہ قرار دیا ہے:

لَزَوَالُ الدُّنۡيَا جَمِيۡعًا أَهۡوَنُ عِنۡدَ اللهِ مِنۡ سَفۡکِ دَمٍ بِغَيۡرِ حَقٍّ.[۲]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری کائنات کا ختم ہو جانا بھی کسی شخص کے قتلِ ناحق سے ہلکا ہے۔

مسلمان کو ناحق قتل کرنے والے کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی

مسلمانوں کو قتل کرنے والے کی نفلی اور فرض عبادت بھی ردّ کر دی جائے گی۔ حضرت

(۱) المائدة، ۵: ۳۲

(۲) ابن أبي الدنيا، الأهوال: ۱۹۰، رقم: ۱۸۳

عبد اللہ بن صامت ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا. [۱]

جس شخص نے کسی مومن کو ظلم سے ناحق قتل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نفلی اور فرض عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔

اِنسانی حرمت و تقدس کو پامال کر کے اپنے اَعمال و عبادات کو ذریعہ نجات سمجھنے والے اِنتہا پسندوں اور دہشت گردوں کو جان لینا چاہیے کہ روزِ محشر نہ صرف ان کی عبادات ردّ کر دی جائیں گی بلکہ ان کے لیے **فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ** [۲] (تو ان کے لیے عذابِ جہنم ہے اور ان کے لیے (بالخصوص) آگ میں جلنے کا عذاب ہے) کی دردناک وعید بھی ہے۔

لہٰذا اس قراردادِ اَمن کے ذریعے ہم ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں اور فساد فی الارض اور معصوم اِنسانوں کے ناحق قتل کو جائز سمجھنے کو کفر سمجھتے ہیں۔ اس موقع پر ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ کسی بھی عنوان کے تحت برپا کی جانے والی دہشت گردی کا کلیتًا خاتمہ کیا جائے۔ دہشت گردوں کا تعلق کسی بھی مذہب، علاقے یا گروہ سے ہو، انہیں مکمل طور پر کچل دیا جائے۔

---

(۱) أبو داود، السنن، كتاب الفتن والملاحم، باب تعظيم قتل المؤمن، ۴: ۱۰۳، رقم: ۴۲۷۰

(۲) البروج، ۸۵: ۱۰

آرٹیکل نمبر 4

تمام اِنسان برابر ہیں اور ہمیں سب کے ساتھ باہمی عزت و اِحترام، برداشت، بُردباری، عدل و اِنصاف اور رواداری کا رویہ اپنانا چاہیے کیونکہ قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق کسی گورے کو کالے پر یا کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے۔

اِسلام کا بنیادی تصور بنی نوع اِنسان کے لیے بلا اِمتیازِ رنگ ونسل اور دین و مذہب اِحترام، وقار اور مساوات پر مبنی ہے۔ قرآن حکیم کی رُو سے اللہ رب العزت نے بنی نوع اِنسان کو دیگر تمام مخلوقات پر فضیلت وتکریم عطا فرمائی ہے۔ اِسی لیے قرآن میں کسی ایک مذہب، گروہ یا فرقہ کی بات نہیں کی گئی بلکہ پوری اِنسانیت کے لیے مساوات اور اِحترام کے ساتھ تکریم کا حکم دیا گیا ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِيۡٓ اٰدَمَ وَحَمَلۡنٰهُمۡ فِي الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ وَرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلۡنٰهُمۡ عَلٰى كَثِيۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِيۡلاً. (۱)

اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری (یعنی شہروں اور صحراؤں اور سمندروں اور دریاؤں) میں (مختلف سواریوں پر) سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے فضیلت دے کر برتر بنا دیا۔

اِسی طرح مزید اِرشاد فرمایا:

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِيۡٓ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ. (۲)

ہم نے اِنسان کو بہترین، اِعتدال اور توازُن والی ساخت پر بنایا ہے۔

---

(۱) بنی إسرائیل، ۱۷: ۷۰

(۲) التین، ۹۵: ۴

ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا:

وَجَعَلْنٰـكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَـآئِلَ لِتَعَارَفُوْا. (۱)

اور ہم نے تمہارے طبقات اور قبیلے بنا دیے تا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔

مندرجہ بالا آیاتِ بینات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اِنسان کو اشرف المخلوقات بنا کر مسجودِ ملائک بنایا اور رنگ ونسل اور دین و مذہب کے اِمتیاز کے بغیر سب کو برابر حقوق عطا کیے۔ تقوی کے سوا کسی کو کسی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ ہمارے قبائل، خاندان اور طبقات فقط پہچان اور تعارف کے لیے ہیں۔

حضور ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں واضح الفاظ میں اعلان فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ. أَلَا! لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ؛ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوٰى. (۲)

لوگو! تمہارا رب بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور آدم کی تخلیق مٹی (کے جوہر) سے ہوئی، تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں بجز تقویٰ کے۔

اِسلام نے تمام قسم کے اِمتیازات اور ذات پات، نسل، رنگ، جنس، زبان، حسب و نسب اور مال و دولت پر مبنی تعصّبات کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا ہے۔ دینِ متین نے اِنسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ تمام اِنسانوں کو برابر قرار دیا ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب، سفید ہو یا سیاہ، مشرق میں ہو

(۱) الحجرات، ۴۹: ۱۳

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۱۱، رقم: ۲۳۵۳۶

۲۔ بیهقي، شعب الإيمان، ۴: ۲۹۸، رقم: ۵۱۳۷

یا مغرب میں، مرد ہو یا عورت، خواہ وہ کسی بھی لسانی طبقے یا جغرافیائی علاقے سے تعلق رکھتے ہوں وہ سب کے سب برابر ہیں۔

- اس قراردادِ اَمن کے ذریعے ہم ہر دست خط کرنے والے سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے کردار و عمل میں مساوات کے کلچر کو عام کرنا ہوگا تاکہ معاشرے سے ظلم و عدوات، عدمِ مساوات، اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کا خاتمہ کیا جا سکے۔

آرٹیکل نمبر 5

ہم ہر طرح کی نسل پرستی اور علاقائی و لسانی اور فرقہ وارانہ تعصب کی واشگاف الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور معاشرتی مساوات اور سماجی اِنصاف کے لیے بھرپور جد و جہد کا عہد کرتے ہیں۔

صوبائی، لسانی اور علاقائی تعصّبات کا خاتمہ

پاکستان کی اساس دو قومی نظریہ ہے اور دو قومی نظریہ کی بنیاد لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ہے۔ 1947ء میں جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو اُس کی اساس میں تمام قومیتیں، مذاہب، مسالک، طبقات کے لوگوں کا خون شامل تھا۔ یہ ملک کسی ایک مسلک، فرقہ یا گروہ کے معتقدین یا راہنمایان کی کوششوں، کاوشوں، قربانیوں سے معرضِ وجود میں نہیں آیا بلکہ برصغیر میں موجود مسلمانوں اور دیگر مذاہب کی پیروکار اقلیتوں (جو وہاں ہندوانہ سوچ و فکر کی خرابیوں اور ظلم و ستم سے تنگ آ چکی تھی) نے مشترکہ قربانیاں دے کر حاصل کیا ہے۔

آج ہمارے مسائل کی بنیادی جڑ یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ، نسل پرستی، علاقائی، لسانی اور فرقہ وارانہ تعصّبات کا شکار ہو کر باہم دست و گریباں ہے۔ علاقائی و لسانی تقسیم اور دشمن کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کی وجہ سے ہم اپنا ایک بازو گنوا چکے ہیں، اس کے باوجود ہماری سیاسی و مذہبی قیادت اپنے مذموم مقاصد کی خاطر قوم کو مختلف طبقات میں تقسیم در تقسیم کیے جا رہی ہے۔

آج حالات یہ ہیں کہ اِسلام کے نام پر حاصل کیے جانے والے اس ملک میں کہیں آزاد بلوچستان کے نعرے لگ رہے ہیں تو کہیں جیے سندھ کی بازگشت سنائی دیتی ہے؛ کہیں سرائیکستان، پختونستان کی بات ہوتی ہے اور کہیں قبیلے، ذات برادری کا ذکر ہوتا ہے۔ الغرض وطنِ عزیز میں لسانی، علاقائی اور مذہبی تعصّبات اپنے عروج پر ہیں۔

قابلِ غور اَمر یہ ہے کہ وطنِ عزیز ان تمام تعصّبات، فرقہ وارانہ تضادات اور کشمکش و اِختلاف کی موجودگی میں اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کو جیت نہیں سکتا۔ ضروری

ہے کہ NAP کے تحت فرقہ وارانہ تعصّبات، لسانی و علاقائی تفاخر اور تکفیریت پر مبنی نعروں کی سختی سے حوصلہ شکنی کی جائے اور فرقہ واریت پھیلانے والے جملہ عناصر کی سرکوبی کی جائے تا کہ معاشرے میں اتحاد و یگانگت کی فضا قائم ہو سکے۔

- قراردادِ اَمن کے ذریعے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ قومی ایکشن پلان (NAP) کے ذریعے پسماندہ اور دور اُفتادہ علاقوں میں تعلیمی و تربیتی منصوبوں کو قبل اَز وقت ہنگامی بنیادوں پر مکمل کیا جائے تا کہ چھوٹے صوبوں میں اِحساسِ محرومی ختم کر کے انہیں قومی دھارے میں شامل کیا جا سکے۔

آرٹیکل نمبر 6

اِنسدادِ دہشت گردی کے لیے حکومتِ پاکستان کی طرف سے دیے گئے قومی ایکشن پلان (NAP) کی تمام شقیں نافذ العمل کی جائیں اور فوری طور پر پارلیمنٹ کے مشترکہ اِجلاس میں اِنسدادِ دہشت گردی کی قومی پالیسی تشکیل دے کر اِبہام سے پاک قانون سازی کی جائے اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔ نیز دہشت گردی اور فتنہ خوارِج کے خاتمے تک آپریشن 'ضربِ عضب' کو جاری رکھا جائے۔

قومی ایکشن پلان (NAP)

مملکتِ خداداد پاکستان گزشتہ دو دہائیوں سے دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے جس کی وجہ سے پاکستانی عوام ناکردہ گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ دہشت گردانہ کارروائیاں اپنے عروج پر تھیں تو ان تلخ حالات میں ملک کے دانش ور اور سیاست دان اس بات پر اُلجھے ہوئے تھے کہ ریاستِ پاکستان سے برسرِ پیکار ان دہشت گردوں سے مذکرات کیے جائیں یا آپریشن کیا جائے۔ پھر پاکستان کے حساس ترین مقام کراچی ایئر پورٹ پر دہشت گردوں کے حملے اور برملا ذمہ داری قبول کرنے پر حکومت کو فوج کے دباؤ پر 'ضربِ عضب' کے نام سے آپریشن کا آغاز کرنا پڑا۔ بعد ازاں پشاور میں آرمی پبلک اسکول میں ۱۰۰ سے زائد بچوں کی شہادت کے اَلم ناک قومی سانحے کے بعد جنوری ۲۰۱۵ء میں متفقہ طور پر نیشنل ایکشن پلان کی منظوری دی گئی جس کے چیدہ چیدہ مندرجات یہ ہیں:

۱۔ دہشت گردوں کو سزائے موت دی جائے گی۔

۲۔ آرمی کی نگرانی میں دو سال کے لیے ملٹری کورٹس قائم کی جائیں گی۔

۳۔ جہادی گروپس اور مسلح جتھے مکمل طور ban ہوں گے۔

۴۔ انسداد دہشت گردی کے ادارے NACTA کو مزید مضبوط کیا جائے گا۔

۵۔ نفرت، لسانیت، تفرقہ بازی، تکفیریت اور اِنتہا پسندی و دہشت گردی پر مبنی لٹریچر کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے گا۔

۶۔ دہشت گردوں، ان کے سہولت کاروں اور ان کی ہر قسم کی معاونت کرنے والوں کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے گا۔

۷۔ کالعدم تنظیموں کو نئے نام کے ساتھ کام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

۸۔ مذہبی منافرت و اِنتہا پسندی کے خاتمے اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔

۹۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر دہشت گردوں کی تشہیر پر مکمل پابندی عائد ہوگی۔

۱۰۔ دہشت گردوں کا مواصلاتی نظام تباہ کیا جائے گا۔

۱۱۔ ملک بھر میں مذہبی مدارس اور اداروں کی رجسٹریشن ہوگی۔

حقیقت حال یہ ہے کہ ایک سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود نیشنل ایکشن پلان پر حکومت کی طرف سے خاطر خواہ عمل درآمد نہیں ہوا۔ پاک فوج بے پناہ قربانیوں کے ساتھ تنہا ضربِ عضب کو جاری رکھے ہوئے ہے جو کہ نیشنل ایکشن پلان کی منظوری سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔ حکومت نے نیشنل ایکشن پلان کے تحت فوجی عدالتیں بنانے کی منظوری تو دے دی لیکن دہشت گردی کے مقدمات ان عدالتوں کو منتقل نہیں کر رہی۔ پہلی شرط ہی یہ لگا دی کہ وہی مقدمات فوجی عدالتوں میں زیرِ سماعت آئیں گے جو وزارتِ داخلہ approve کرے گی۔ جن مقدمات کو وزارتِ داخلہ فوجی عدالتوں کی طرف بھیجے گی نہیں، ان مقدمات کی سماعت ہی وہاں نہیں ہو سکے گی۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت نے ننانوے فیصد دہشت گردوں کو اِسی ایک شق کے ذریعے تحفظ دے دیا ہے۔ بالفاظِ دیگر حکومت نے اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں رکھ کر فوجی عدالتوں کو کام کرنے سے عملاً روک دیا ہے۔ حالانکہ یہ وہی وزارتِ داخلہ ہے جو

پاکستان میں قومی ایکشن پلان سے پہلے گزشتہ کئی دہائیوں سے کام کر رہی ہے اور اسی کے سامنے دہشت گرد پھلے پھولے اور وطن عزیز میں دہشت گردی پروان چڑھی ہے۔

حکومت کی جانب سے دوسری قدغن یہ لگائی گئی کہ صرف مذہبی و فرقہ وارانہ دہشت گردی کے مقدمات فوجی عدالتوں میں جائیں گے۔ گویا جس کا عنوان مذہبی یا فرقہ وارانہ دہشت گردی نہیں ہوگا وہ سرے سے دہشت گردی ہی نہیں۔ یعنی ننانوے فیصد دہشت گردوں کو پہلی قدغن کے ذریعے تحفظ دیا اور بقیہ ایک فیصد کو اِس ایک شق کے ذریعے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

اِس طرح کے اوچھے ہتھکنڈے دراصل فوج کے نیک عزائم کے خلاف حکومت اور دہشت گردوں کا ری ایکشن پلان ہے کہ فوج کو آہنی زنجیروں سے جکڑ کر ہاتھ باندھ دیے جائیں۔ حکومت محض ان عدالتوں کے دو سال پورے ہونے کا انتظار کر رہی ہے اور عدالتیں بھی مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی بجائے دہشت گردوں کے سہولت کاروں اور فنانسرز کی ضمانتیں لے رہی ہیں۔

مندرجہ بالا مندر جات ہمارے قومی ایکشن پلان کا حصہ ہیں۔ اس قرارداد کے ذریعے ہم نیشنل ایکشن پلان کی تنفیذ کے ذمہ دار جملہ اداروں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس پلان کو اس کی حقیقی روح (true spirit) کے ساتھ نافذ کریں اور فوجی عدالتوں کی مدتِ قیام کو دو سال کی بجائے دہشت گردی کے خاتمے سے مشروط کیا جائے تا کہ وطنِ عزیز کو دہشت گردی کی لعنت سے پاک کر کے اَمن و سلامتی کا گہوارہ بنایا جا سکے۔

آرٹیکل نمبر 7

دہشت گردوں کی حمایت میں بیان دینے اور اُنہیں کسی بھی طرح کی معاونت، تحفظ یا سہولت فراہم کرنے کو ناقابلِ ضمانت جرم قرار دیتے ہوئے سخت سے سخت سزا مقرر کی جائے۔

اِسلام اِنسان کو نہ صرف برائی سے روکتا ہے بلکہ اس کی معاونت کی ممانعت کا حکم بھی دیتا ہے۔ جس طرح برائی ایک جرم ہے، اُسی طرح ہر سطح پر اس کی معاونت بھی جرم کرنے کے مترادف ہے۔ یہ ایک مسلمہ اَمر ہے کہ صرف دہشت گرد ہی اصل مجرم نہیں بلکہ ان کے حق میں بیان دینے والے اور ان سے مالی و سماجی تعاون کرنے والے بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔ ربِ کائنات نے نیکی اور خیر کے کام میں معاونت اور شر کے کام میں مخالفت کا حکم دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (۱)

اور نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

اس امر کی وضاحت حضور نبی اکرم ﷺ کے فرمان سے یوں ہوتی ہے:

مَنْ رَآى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ؛ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ. (۲)

تم میں سے جو کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ (یعنی عملی جد و جہد) سے روکنے کی کوشش کرے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو اپنی زبان سے (تنقید و مذمت کے ذریعے)

---

(۱) المائدة، ۵: ۲

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، ۱: ۶۹، رقم: ۴۹

روکے اور اگر اپنی زبان سے بھی روکنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو (کم از کم اس برائی کو) اپنے دل سے برا جانے۔ یہ اِیمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ برائی سے نفرت کا اِظہار ہر سطح پر ضروری ہے۔ جس قدر قوت یعنی جتنا اِیمان مضبوط ہو، دل اور زبان سے برائی سے نفرت کا اظہار کریں اور اسے روکنے کی عملاً کوشش کریں۔ اسی طرح مفہومِ مخالف کے اُصول کے تحت یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ برائی کو فروغ بھی اِنہی تین طریقوں سے ملتا ہے:

۱۔ عملاً برائی کرنا

۲۔ برائی کا زبان سے دفاع کرنا

۳۔ برائی کرنے والوں کے لیے دل میں ہمدردی رکھنا

جیسے تینوں طریقوں سے برائی کو روکنا اِیمان ہے اسی طرح عملاً برائی کرنا، برائی کرنے والوں سے ہمدردی کرنا، زبان سے ان کے برے عمل کی حمایت کرنا اور ان کے فکر و نظریہ کا دفاع یا فروغ بھی جرم ہے۔

دہشت گردوں کی معاونت بھی جرم ہے

دہشت گردوں اور قاتلوں کو معاشرے میں سے اَفرادی، مالی اور اَخلاقی قوت کے حصول سے محروم کرنے اور انہیں الگ تھلگ (isolate) کرنے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی ہر قسم کی مدد و اِعانت سے کلیتًا منع فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَعَانَ عَلٰی قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ کَلِمَةٍ، لَقِيَ اللهَ عزوجل مَکْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ.[1]

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلمًا، ۲: ۸۷۴، رقم: ۲۶۲۰

جس شخص نے چند کلمات کے ذریعہ بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ ﷻ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہوگا: آیِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس شخص)۔

اس حدیث کے مضمون میں یہ صراحت موجود ہے کہ نہ صرف ایسے ظالموں کی ہر طرح کی معاونت منع ہے بلکہ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ (چند کلمات) کے الفاظ یہ بھی واضح کر رہے ہیں کہ تقریر یا تحریر کے ذریعے ایسے اَمن دشمن عناصر کی مدد یا حوصلہ افزائی کرنا بھی مذموم عمل ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش سے محرومی کا سبب ہے۔ اس میں دہشت گردوں کے ماسٹر مائنڈ طبقات کے لیے سخت تنبیہ ہے جو کم فہم لوگوں کو آیات و احادیث کی غلط تاویلیں پیش کرکے انہیں 'جنت کی بشارت' دے کر نہتے اور بے گناہ افراد کے قتل پر آمادہ کرتے ہیں۔

۞ لہٰذا قراردادِ اَمن کے ذریعے ہم اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ دہشت گردوں کے حق میں بیان دینے والے، ٹی وی چینلز پر بیٹھ کر ڈھٹائی کے ساتھ دہشت گردوں کی حمایت کرنے والے اور ان کی دہشت گردانہ کارروائیوں کا جواز پیش کرنے اور 'اگر مگر (ifs & buts)' کے الفاظ کے ساتھ ان کا دفاع کرنے والے چھپے دشمنوں کو بھی پہچانا جائے اور انہیں دہشت گردوں کی معاونت اور شراکت کی بنیاد پر سخت سے سخت سزا دی جائے۔

آرٹیکل نمبر 8

دہشت گردی کی جڑیں اِنتہا پسندی، فرقہ واریت اور تکفیریت میں چھپی ہوئی ہیں۔ مسلمانوں کے باہم کفر کے فتووں کے اِجرا پر قانوناً پابندی عائد کی جائے اور اس کے لیے کڑی سزا مقرر کی جائے۔

یہ حقیقت مسلّمہ ہے کہ دہشت گردی ایک دن، مہینے یا سال کی پیداوار نہیں ہے۔ یہ کسی ایک عمل کا ردِ عمل نہیں ہے اور نہ ہی کسی فرد کو فوراً خود کش بمبار بنایا جا سکتا ہے۔ سو چند ہزار دہشت گردوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے سے ملک سے دہشت گردی کا صفایا نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں دہشت گردی کے اَسباب کا جائزہ لینا ہوگا۔ دہشت گردی کے سیاسی، معاشی، معاشرتی، علاقائی، حکومتی اور بین الاقوامی درجنوں اسباب ہیں۔ دہشت گردی کا مرکزی سبب ملک بھر میں پھیلی ہوئی مذہبی منافرت ہے۔ کسی بھی مسلک یا طبقے کے اَفراد جب علمی، فکری یا ذہنی اختلاف کی بنیاد پر دوسروں سے نفرت کرنے لگیں تو معاشرے میں فرقہ واریت اور تنگ نظری پیدا ہو جاتی ہے۔

معاشرہ جب اس تنگ نظری کو قبول کر لیتا ہے، خصوصاً مذہبی طبقہ مخالفین سے نفرت کو اپنے نصاب کا حصہ بنا لیتا ہے تو سال ہا سال اسی نصاب کو پڑھنے سے تنگ نظری، اِنتہا پسندی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اِس طرح علمی و فکری اور ذہنی و مسلکی اختلافات ذاتی اِختلاف میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اِس اِنتہا پسندی کی آگ پر کفر کے فتوے پٹرول کا کام دیتے ہیں اور پھر دہشت گردی جنم لیتی ہے۔ اس ملک میں مخصوص مدارس اور مذہبی طبقات نے اپنے مخالفین کے خلاف کفر کے فتووں کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ علماء کے کفر کے فتووں سے بھرے خطابات سی ڈیز اور انٹرنیٹ پر بھی موجود ہیں۔

جب کسی سادہ لوح نوجوان کو سالہا سال تک اِس طرح کا نصاب پڑھایا جائے جس کی وجہ سے وہ مخالف عقیدہ رکھنے والے مسلمان کو فکری و شعوری طور پر کافر سمجھنے لگے اور ایسے کافر کے قتل پر اُسے اَجر و ثواب کی بشارت بھی سنائی گئی ہو تو ایسے دہشت گرد کو ملک میں دہشت

گردی پھیلانے کے لیے کسی بیرونی ایجنسی کی مدد بھی یقیناً درکار نہیں ہوگی۔

◇ لہٰذا اِس قرارداد کے ذریعے ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر نئی نسلوں کو ہم نے ایک پُراَمن پاکستان دینا ہے تو ملک بھر سے تنگ نظری اور اِنتہا پسندی کے خاتمے کے لیے منافرت اور کفریہ فتووں پر مشتمل لٹریچر (خواہ مارکیٹ میں دستیاب ہو یا نصاب میں شامل) پر کلیتًا پابندی لگائی جائے اور شائع کرنے والے ہر سطح کے اَفراد کو NAP کے تحت گرفتار کیا جائے۔ مدارس کے نصاب، طریقہ تدریس اور کورسز کو فوری طور پر جدید تعلیمی خطوط پر استوار کیا جائے اور جدید سائنسی اور معاشرتی مضامین کو بھی شاملِ نصاب کیا جائے۔

آرٹیکل نمبر 9

دہشت گردی کی عدالتوں کے جج صاحبان کو دہشت گردوں کے خوف سے بے نیاز ہو کر اُسی جرأت اور بے باکی سے دہشت گردوں کے خلاف فیصلہ جات سنانے چاہییں جس بے خوفی کا مظاہرہ وہ دیگر ملزمان کے خلاف فیصلہ جات کرتے وقت کرتے ہیں۔ سالوں یا مہینوں کی بجائے دنوں میں دہشت گردوں کو سزا دی جائے اور ان فیصلہ جات پر فوری عمل درآمد کرایا جائے۔

یہ بات اَظہر من الشّمس ہے کہ کوئی اِنسانی معاشرہ عدل و اِنصاف کے اُصولوں کو فراموش کرکے خوش حالی سے ہم کنار نہیں ہوسکتا لیکن جس معاشرے میں عدل کا قتل عام ہو، اِنصاف بکتا ہو تو وہاں لوگ عدل و اِنصاف نہ ملنے کے باعث لوگ ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یوں اِنصاف کے حصول کے لیے دہشت گرد بن جاتے ہیں۔ اِسلام کا پیش کردہ نظامِ عدل و انصاف ایک عالمی چارٹر (charter) کی حیثیت رکھتا ہے جس کی مثال تاریخِ اِنسانی میں نہیں مل سکتی۔ اس عالمی چارٹر میں تمام وابستگیوں اور تعصّبات سے بالاتر ہو کر صرف اِنسانیت کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔ اس میں دین و مذہب، قوم و ملت، ملک و وطن اور دولت و عزت کی کوئی تفریق نہیں رکھی گئی۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کا حکم فرمایا ہے:

اِعۡدِلُوۡا قف هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی.(۱)

عدل کیا کرو (کہ) وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے۔

اِنَّ اللهَ يَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ.(۲)

---

(۱) المائدہ، ۵: ۸

(۲) النحل، ۱۶: ۹۰

بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے۔

فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ. [1]

تو دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے۔

سیرت النبی ﷺ میں متعدد واقعات سے اس کا عملی ثبوت ملتا ہے۔ ایک دفعہ قبیلہ مخزوم کی عورت نے چوری کی۔ قریش نے چاہا کہ وہ حد سے بچ جائے۔ اُنہوں نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو کہ رسول اللہ ﷺ کے بہت قریب تھے سے درخواست کی کہ وہ سفارش کریں۔ اُنہوں نے خاتم الانبیاء ﷺ سے عرض داشت بیان کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگ اسی سبب سے تباہ و برباد ہوئے کہ وہ اپنے غریبوں پر حد جاری کرتے تھے اور امیروں کو چھوڑ دیتے تھے۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی ایسا کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ [2]

عدل و انصاف قرآن وحدیث میں بیان کردہ اِسلامی اَقدار میں سب سے بنیادی قدر ہے اور اَہلِ اِیمان کا بنیادی فریضہ ہے۔ اِعتدال کا لفظ بھی اسی سے ماخوذ ہے، لیکن آج ہمارا معاشرہ اس بنیادی قدر سے محروم ہو چکا ہے۔ عدل و انصاف اُمراء اور حکام کی لونڈی بن کر رہ گئے ہیں جب کہ فقراء و مساکین اور عامۃ الناس در بدر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔

پاکستان میں اَخلاقی پستی کا یہ عالم ہے کہ یہاں ایک مظلوم عورت انصاف کی بھیک مانگتے مانگتے تھک ہار کر مٹی کا تیل چھڑک کر تھانے کے سامنے خود سوزی کر لیتی ہے، حکمرانوں کے لیے الگ قوانین ہیں اور عوام کے الگ، اُمراء گناہ کا اِزالہ حج کر کے جبکہ جرم کا کفارہ حج کرکے کرتے ہیں۔ اُس معاشرے سے ظلم و اِنتقام اور دہشت گردی کو ختم نہیں کیا جا سکتا جس

---

(۱) الحجرات، ۴۹: ۹

(۲) بخاري، الصحیح، کتاب الأنبیاء، باب حدیث الغار، ۳:۱۲۸۲، رقم:۳۲۸۸

معاشرے کی عدالتیں دہشت گردوں سے ڈر کر انہیں سزا نہ دیں اور جس معاشرے کا ہر فرد سکیورٹی کے باوجود خوف سے کانپتا رہتا ہے۔

لہٰذا اِس قرارداد کے ذریعے ہم نہایت قابلِ احترام جج صاحبان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ انصاف کی فراہمی میں رکاوٹ بننے کی بجائے جرأت اور سرعت رفتاری سے لوگوں کو انصاف دیں۔ مظلوموں کو انصاف دے کر جہاں ظالم کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے وہیں مظلوموں کو انصاف کے حصول سے دل برداشتہ ہو کر قانون کو ہاتھ میں لے کر ظالم بننے سے بچایا جائے۔

آرٹیکل نمبر ۱۰

فوجی عدالتوں کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو فوری طور پر ختم کیا جائے تاکہ وہ تیزی کے ساتھ دہشت گردوں کے خلاف فیصلہ جات کرکے اِنسانیت کے قاتلوں کو جلد اَز جلد کیفرِ کردار تک پہنچا سکیں۔

قومی ایکشن پلان پر تمام مذہبی و سیاسی قیادت کی شمولیت اور پوری قوم کا اتفاق ہے کہ اسے فی الفور نافذ کیا جائے اور اس کی حقیقی روح (true spirit) کے ساتھ تمام شقوں پر عمل کیا جائے۔

نیشنل ایکشن پلان (NAP) کی دوسری شق ہے کہ پاک فوج کے نگرانی میں دو سالہ دورانیے پر مشتمل فوجی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ اِس پلان کے مطابق فوجی عدالتیں قائم ہو چکی ہیں جن کا مقصد تیزی کے ساتھ دہشت گردی کے مقدمات کی سماعت اور فیصلہ جات ہیں۔ گزشتہ صفحات میں آرٹیکل نمبر 6 کے تحت ہم تفصیلی بحث کر چکے ہیں کہ حکومت نے فوجی عدالتیں تو قائم کر دی ہیں مگر انہیں کھلے دل سے تسلیم کیا ہے نہ ان سے کما حقہٗ اِستفادہ کیا جا رہا ہے۔ آئے روز بیانات کے ذریعے نئی نئی الجھنیں پیدا کی جاتی ہیں اور فوجی عدالتوں کی آئینی اور غیر آئینی حیثیت پر بحث کی جاتی ہے۔ ان رکاوٹوں کے باعث ان فوجی عدالتوں کی حیثیت ثانوی ہو کر رہ گئی ہے، حالانکہ موجودہ حالات کے تناظر میں فوجی عدالتوں اور دہشت گردی کے مقدمات کی حیثیت اوّلین ہونی چاہیے تاکہ جلد اَز جلد دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث اَفراد کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے۔

ہر ذی شعور اور صاحبِ علم و فراست کے ذہن میں یہ سوالات اٹھتے ہیں کہ فوجی عدالتوں کے قیام سے اب تک کتنے مقدمات ان عدالتوں میں لانے کی اجازت دی گئی اور کتنے مقدمات کی سماعت ہوسکی ہے۔ صرف چند دہشت گردوں اور جرائم پیشہ ملزمان کو پھانسیاں دی جا رہی ہیں تاکہ فوجی عدالتوں کے قیام کی مدت کو پورا کیا سکے اور تاخیری حربوں کے ذریعے دہشت گردوں اور ان کے معاونین کو بچایا جا سکے۔

ہم اِس قراردادِ اَمن کے ذریعے مطالبہ کرتے ہیں کہ فوجی عدالتوں کو اپنی پوری طاقت کے ساتھ کام کرنے دیا جائے اور ان کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو فی الفور ختم کرکے دہشت گردوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ نیز فوجی عدالتوں کے لیے دو سالہ مدت کی تلوار ہٹائی جائے کیونکہ یہ عدالتیں ملکی اَمن وسلامتی اورعوام کے تحفظ اور بقا کے لیے قائم کی گئی ہیں۔

آرٹیکل نمبر 11

مذہبی مدارس کے نظام اور نصاب میں اِصلاحات کو یقینی بنایا جائے اور ان مدارس کے نصاب کے لیے متفقہ قومی مانیٹرنگ سیل (National Monitoring Cell) تشکیل دیا جائے جو تمام مدارس کے نصابات میں سے اِنتہا پسندانہ اَفکار کی نشان دہی کرنے اور اسے نکالنے کا ذمہ دار ہو۔ تمام مدارس اِس سیل سے اپنا نصاب review کروانے کے ذمہ دار ہوں اور منظور شدہ نصاب کے علاوہ کسی بھی دوسرے نصاب کے پڑھانے پر پابندی عائد ہو۔

مدارس میں اِصلاح طلب پہلو

عالم اِسلام میں پاکستان مدارسِ دینیہ کے حوالے سے اپنی الگ پہچان رکھتا ہے کیونکہ یہ مدارس دین کے فروغ اور احیاء کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ. (۱)

تو ان میں سے ہر ایک گروہ (یا قبیلہ) کی ایک جماعت کیوں نہ نکلے کہ وہ لوگ دین میں تفقُّہ (یعنی خوب فہم و بصیرت) حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو ڈرائیں جب وہ ان کی طرف پلٹ کر آئیں تاکہ وہ (گناہوں اور نافرمانی کی زندگی سے) بچیں۔

حدیث نبوی میں ہے:

مَن يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. (۲)

---

(۱) التوبة، ۹:۱۲۲

(۲) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقّهه فى ــــ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔

حصولِ علم کی تگ و دو ایک مقدس فریضہ ہے۔ اس کی تکمیل کے لیے ایسے اداروں کا قیام ناگزیر ہے جو دین کی بہترین تعلیم دے کر ایسے لوگوں کو تیار کریں جو معاشرے کو بہترین تربیت فراہم کرسکیں۔ مگر بدقسمتی سے بعض دینی اداروں اور مدارس میں طلباء کو دیگر مسالک کے خلاف نفرت، عدمِ رواداری اور اِنتہا پسندی پر مبنی تعلیم دی جاتی ہے۔ اَلمیہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو غیر مسلم اور گمراہ سمجھتے ہوئے معصوم ذہنوں میں نفرتوں کی آب یاری کرتے ہیں۔ نتیجتًا یہ لوگ تنگ نظری اور فکری مغالطّوں کا شکار ہوکر اپنے علاوہ سب کو کافر، مشرک اور دائرۂ اِسلام سے خارج تصور کرنے لگتے ہیں۔ یہ تنگ نظری جب مستقل فکر و عمل میں ڈھل جاتی ہے تو بعض اِنتہا پسند اتنے متشدد ہو جاتے ہیں کہ وہ مخالفین کا خون بہانا نہ صرف جائز بلکہ واجب سمجھتے ہیں۔ یہیں سے شدت پسندی اور دہشت گردی پنپنے لگتی ہے۔ یوں ایک جرم کو 'دینی فریضہ (جہاد)' سمجھ کر اختیار کر لیا جاتا ہے۔ اگر ان اداروں میں زیرِتعلیم بعض طلباء کے قبائلی علاقوں میں واقع دہشت گردوں کے تربیتی کیمپوں میں جا کر تربیت لینے کی اطلاعات درست ہیں تو عسکریت پسندوں کے ساتھ ان کے شامل ہونے کے امکانات کو کیسے ردّ کیا جا سکتا ہے؟ گویا تنگ نظری اور اِنتہا پسندی ہی دہشت گردی کا اصل سبب ہے۔ (اس پر ہم آرٹیکل نمبر 8 کے تحت تفصیلی بحث کر چکے ہیں۔)

جیسے حق کو دیکھنے، سننے اور سمجھنے کی صلاحیت اس وقت تک بحال نہیں ہوسکتی جب تک قلب کی سیاہی دور نہ ہو اور قلب کی سیاہی اس وقت تک دور نہیں ہوسکتی جب تک برائی کا اِرتکاب نہ رُکے۔ اِسی طرح دہشت گردی کا خاتمہ محض برسرِ پیکار جنگجوؤں (دہشت گردوں) کے قتل اور گرفتاریوں سے نہیں ہوگا۔ یہ اُسی وقت ممکن ہوگا جب دہشت گرد باغی گروہوں میں

.... الدين، ١: ٣٩، رقم: ٧١

٢- مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب النهى عن المسألة، ٢: ٧١٨، رقم: ١٠٣٧

تازہ اَفرادی قوت کی آمد اور داخلے کے تمام راستے کلیتًا مسدود کر دیے جائیں گے۔ جس طرح تالاب کو خشک کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے اندر موجود پانی کو نکالنے کے ساتھ ساتھ تالاب میں مزید پانی کی آمد کے تمام راستے بھی بند کر دیے جائیں ورنہ تالاب کبھی خشک نہیں ہوگا؛ اسی طرح دہشت گردی کے مکمل خاتمے کے لیے باغی گروہوں میں اَفرادی قوت کی تازہ کمک روکنا ہوگی اور اس کے لیے تنگ نظری اور اِنتہا پسندی کا خاتمہ ضروری ہے۔

❁ لہٰذا اس قرارداد کے ذریعے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ مدارسِ دینیہ و عربیہ کو بیرونی ممالک کی فنڈنگ کلیتًا روکی جائے، تمام مدارس کے نصاب اور طرزِ تدریس کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے اور جدید عصری علوم اور کمپیوٹر کورسز کو لازمی قرار دیا جائے۔ ان مدارس میں رائج ایک صدی سے زائد قدیم نصاب جو کہ غیر مؤثر (Outdated) ہو چکا ہے اس کو یکسر تبدیل کیا جائے اور مدارس میں شدت پسندی، اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کی تعلیم و تربیت پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔

اَمن، برداشت، بین المسالک ہم آہنگی و بین المذاہب رواداری پر مشتمل نصاب نافذ کیا جائے۔ مدارس میں عسکری تربیت پر یکسر پابندی عائد کی جائے اور ایسی تعلیم و تربیت جاری رکھنے والے مدارس کو فوری طور پر بند کر دیا جائے۔ فتوی بازی اور تکفیریت پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ ان تمام اُمور کی نگرانی اور NAP کی تنفیذ کا جائزہ لینے کے لیے National Monitoring Cell بنایا جائے جو مندرجہ بالا اِقدامات کو یقینی بنائے۔

آرٹیکل نمبر 12

دہشت گردی کو جڑ سے ختم کرنے کے لیے فوری طور پر 'ضربِ علم' کا اِعلان کیا جائے اور ڈاکٹر طاہر القادری کا تیار کردہ 'فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب (Islamic Curriculum on Peace and Counter-Terrorism)' تعلیمی اداروں اور مدارس میں متعارف کرایا جائے۔

ضربِ علم کے لیے نصابِ اَمن

گزشتہ دو عشروں سے جاری دہشت گردی، قتل و غارت گری، جنگ و جدال، فتنہ و فساد اور خودکش دھماکوں جیسے اِنسان دشمن، سفاکانہ اور بہیمانہ اِقدامات نے پوری دنیا کو شدید کرب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہ ایک عالمی رُجحان (phenomenon) ہے جسے کئی عناصر اپنے خفیہ اور مذموم مقاصد کے لیے sponsor کر رہے ہیں۔ یہ عفریت کسی خاص طبقہ، خطہ یا ملک کے بجائے پوری دنیا کے اَمن کو تباہ کر رہا ہے۔ مختلف مسلم ممالک کے علاوہ انگلینڈ، کینیڈا، امریکہ اور کئی مغربی ممالک میں مقیم نوجوان، جنہیں اِسلام کے بارے میں فکری واضحیت (conceptual clarity) حاصل نہیں ہے، وہ دہشت گردی اور قتل و غارت گری کو جہاد سمجھ کر اس کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔

دوسرا تکلیف دہ مسئلہ دہشت گرد گروہوں کا اپنے مکروہ مقاصد اور مذموم عزائم کو اِسلام کے تصورِ جہاد سے جوڑنا ہے۔ وہ اِسی اِنتہا پسندانہ اور دہشت گردانہ سوچ کے ساتھ شریعتِ اِسلامیہ کے نفاذ کی بات اور اِعلاے کلمۃ اللہ کا نعرہ بلند کرتے ہیں، خلافتِ اِسلامیہ کی بحالی اپنا مطمع نظر گردانتے ہیں اور اِسلامی اِصطلاحات وفقہی تصورات کے ذریعے اپنے عمل کی بنیاد ثابت کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ قرآنی آیات، اَحادیثِ نبویہ اور فقہی عبارات کو سیاق و سباق سے کاٹ کر اِسلامی مصادر اور حقیقی تعلیمات سے ناآشنا سادہ لوح مسلمانوں بالخصوص

نوجوانوں کو نہ صرف متأثر بلکہ گمراہ کرتے ہیں۔

اِسلام کے نام پر کارروائیاں کرنے والے دہشت گردوں کی اِنسانیت دشمن کارروائیوں سے دنیا کا کوئی خطہ محفوظ نہیں رہا۔ عالمی سطح پر عراق، شام، یمن، افغانستان، سوڈان اور صومالیہ وغیرہ میں اِحترامِ اِنسانیت اور تکریمِ آدمیت کو مسلسل پامال کیا جا رہا ہے، زندہ لوگوں کو آتشیں اسلحہ سے بھونا جا رہا ہے اور عام شہریوں کی گردن زنی کی فلمیں نشر کر کے لوگوں میں دہشت پھیلائی جا رہی ہے۔ مملکتِ خداداد پاکستان بھی اِس ناسور سے محفوظ نہیں ہے، اگر ایک طرف اِنسانوں کے کٹے ہوئے سروں کے فٹ بال بنا کر ان سے کھیلا گیا تو دوسری طرف پشاور میں معصوم بچوں کے اِجتماعی قتل کی ہولناک داستان رقم کی گئی۔ یہ کسی ایک ملک یا خطے کا نہیں بلکہ ایک عالم گیر المیہ ہے۔ امریکہ میں 9/11 ہو یا برطانیہ میں 7/7، ممبئی میں تاج محل ہوٹل کا واقعہ ہو یا فرانس میں چارلی ہیبڈو حملے، کینیا کی یونی ورسٹی میں طلبا کا قتل عام ہو یا عراق، شام، لیبیا اور یمن میں دہشت گرد تنظیموں کی سفاکی، افغانستان میں دو دہائیوں سے جاری جنگ ہو یا پاکستان کے بازاروں، مساجد، امام بارگاہوں، فوجی مقامات و تنصیبات اور اسکولوں پر حملے، دنیا بھر میں ان تمام کارروائیوں میں ملوث جملہ تحریکوں اور تنظیموں میں ایک بات مشترک ہے کہ وہ اپنی کارروائیاں جہاد سمجھ کر سرانجام دیتے ہیں۔

وہ اِسلامی تصورات و نظریات کی خود ساختہ تشریح و تعبیر میں اِن کا جواز گردانتے ہیں۔ یہاں تک کہ اب تو عراق اور شام میں دہشت گردی کو منظّم صورت دے کر اسے 'اِسلامک اسٹیٹ (Islamic State)'، دولة الخلافة الإسلامية، داعش، ISIS اور الدولة الإسلامية في العراق والشام جیسے عنوانات بھی دیے جا رہے ہیں۔ اس دہشت گرد گروہ کے سربراہ کو 'خلیفہ' یا 'امیر المومنین' کا لقب دیا گیا ہے اور اس دہشت گردی سے وفاداری کا نام 'بیعت' رکھ دیا گیا ہے۔ اب کوئی بھی شخص دنیا کے کسی خطے میں گھر بیٹھے اس دہشت گردی سے وفاداری (بیعت) کا عزم کر کے (معاذ اللہ، استغفر اللہ) دنیا بھر میں جہاں چاہے قتل و غارت گری اور خودکش بم باری کا آغاز کر کے نہتے اِنسانوں کو (خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم) قتل کر سکتا ہے اور ان کے نزدیک اُس کا یہ عمل 'جہاد' کہلائے گا۔ ان کے نزدیک ساری دنیا 'دار الکفر' اور

’دار الحرب‘ میں بدل چکی ہے۔ اُن کے لیے دار الاسلام صرف وہی خطہ ہے جہاں ISIS یا کسی دوسرے نام سے دہشت گرد گروہوں کا قبضہ اور تصرف ہے۔ اِس گمراہ کن اور ہلاکت انگیز ذہنیت نے پوری اِنسانیت کو بالعموم اور اُمتِ مسلمہ کو بالخصوص عجیب اذیت ناک صورت حال سے دوچار کر دیا ہے۔

اِس تناظر میں عالمی حالات اِس اَمر کے متقاضی ہیں کہ اِسلامی تعلیمات اور آفاقی صداقتوں کی روشنی میں دہشت گردی کی فکر اور اِنتہا پسندانہ نظریات کے خلاف بین الاقوامی سطح پر ہر طبقہ کو ذہنی و فکری طور پر تیار کیا جائے۔ معاشرے سے اِنتہا پسندی کے خاتمے کے لیے عملی اِقدامات کیے جائیں تاکہ دہشت گردوں کے فکری و نظریاتی سرچشموں کا بھی ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائے۔ مزید برآں اِنتہا پسندانہ اَفکار و نظریات کے خلاف مدلّل مواد ہر طبقۂ زندگی کو اُس کی ضروریات کے مطابق فراہم کر دیا جائے تاکہ معاشرے سے اس تنگ نظری و اِنتہا پسندی کا بھی خاتمہ ہو سکے جس سے دہشت گردی کو فکری و نظریاتی غذا حاصل ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے گزشتہ چونتیس سال سے اِنتہا پسندی، تنگ نظری، فرقہ واریت اور دہشت گردی کے خلاف علمی و فکری میدانوں میں بھرپور جد و جہد کی ہے۔ اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف ناقابلِ تردید دلائل و براہین پر مشتمل آپ کا تاریخی فتویٰ 2010ء سے کتابی شکل میں موجود ہے۔ یہ مبسوط فتویٰ اُردو، انگریزی، ہندی اور کئی یورپی زبانوں میں شائع ہو چکا ہے (جب کہ عربی کے علاوہ ڈینش، فرانسیسی، جرمن اور اسپینش زبانوں میں زیرِ اِشاعت ہے)۔ اِنتہا پسندانہ تصورات و نظریات کے خلاف اور اِسلام کی محبت و رحمت، اَمن و رواداری اور عدمِ تشدد کی تعلیمات پر مبنی حضرت شیخ الاسلام کی درجنوں کتب منظر عام پر آ چکی ہیں، جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

1. Fatwa on Terrorism and Suicide Bombings
2. Islam on Mercy and Compassion
3. Muhammad (pbuh): The Merciful
4. Muhammad (pbuh): The Peacemaker (underprint)

5. Relations of Muslims and non-Muslims
6. Islam on Serving Humanity
7. Islam on Love & non-Violence
8. The Supreme Jihad
9. Islamic Means of Peace
10. Peace, Integration and Human Rights
11. Teachings of Islam Series: Peace and Submission
12. Teachings of Islam Series: Faith
13. Teachings of Islam Series: Spiritual & Moral Excellence
14. Islamic Spirituality & Modern Science (The Scientific Bases of Sufism)
15. ISIS Exposed through Prophetic Traditions (underprint)
16. دہشت گردی اور فتنہ خوارج (مبسوط تاریخی فتویٰ)
17. مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات
18. اِسلام اور اَہلِ کتاب (تعلیماتِ قرآن وسُنّت اور تصریحاتِ اَئمہ دین)
19. الجہاد الاکبر
20. اِسلام میں محبت اور عدمِ تشدّد
21. اِسلام اور خدمتِ اِنسانیت ﴿اَلأَحْكَامُ الشَّرْعِيَّة فِي كَوْنِ الْإِسْلَامِ دِيْنًا لِخِدْمَةِ الْإِنْسَانِيَّة﴾
22. رحمتِ اِلٰہی پر اِیمان اَفروز اَحادیثِ مبارکہ کا مجموعہ ﴿اَلْبَيَان فِي رَحْمَةِ الْمَنَّان﴾
23. جمیع خلق پر حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت وشفقت ﴿اَلْوَفَا فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى ﷺ﴾
24. اَربعین: رحمتِ مصطفیٰ ﷺ ﴿اَلْعَطَاءُ الْعَمِيْم فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ الْعَظِيْم ﷺ﴾

اب ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ اِس بیش قدر علمی ذخیرہ کو سامنے رکھتے ہوئے ایک قدم مزید آگے بڑھایا جائے اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کے افراد کو مختلف دورانیے کے کورسز کرائے جائیں۔ یہ کورسز معاشرے کے ہر فرد کو عملی طور پر اتنا پختہ کر دیں کہ وہ کسی بھی سطح پر اِنتہا پسندانہ نظریات و تصورات سے نہ صرف خود محفوظ رہیں بلکہ اپنے اپنے حلقات میں اِسلام کے اَمن و محبت اور برداشت پر مبنی اَفکار و کردار کو بھی عام کر سکیں۔

چنانچہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ہدایات اور رہنمائی میں 'فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب' مرتب کر دیا گیا ہے جو نہایت جامع ہے۔ پانچ مختلف طبقات کے لیے تیار کردہ نصاب کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱۔ ریاستی سکیورٹی اِداروں کے افسروں اور جوانوں کے لیے

یہ نصاب ریاستی سکیورٹی اِداروں کے افسروں اور جوانوں کے لیے ترتیب دیا گیا ہے تاکہ اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کے حوالے سے نہ صرف اُن کی علمی و فکری اور نظریاتی و اِعتقادی تربیت کی جائے بلکہ اُنہیں عملی طور پر دہشت گردوں کے خلاف بر سرِ پیکار ہونے کا کامل یقین بھی دیا جائے۔

۲۔ اساتذہ، وکلاء اور دیگر دانشور طبقات کے لیے

یہ نصاب اَساتذہ کرام، پروفیسرز، ججز صاحبان، وکلاء، میڈیا پرسنز اور دیگر جملہ دانش ور طبقات کے لیے ترتیب دیا گیا ہے تاکہ وہ دہشت گردوں کے فکری سرپرستوں کے غلط دلائل کا ردّ کرتے ہوئے نوجوان نسل اور قوم کے ہر فرد کو اَمن پسندی کی تعلیم دے سکیں۔

۳۔ ائمہ و خطباء اور علماء کرام کے لیے

یہ نصاب اَئمہ، خطباء اور علماء کرام کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔ اِس کا مقصد اِنتہا پسندی و دہشت گردی کے حوالے سے انہیں قرآن و حدیث اور دیگر مستند و معتبر کتب سے مواد فراہم کرنا ہے تاکہ اَئمہ و خطباء اور علماء کرام درس و تدریس اور خطابات و مواعظ کے لیے مصادرِ اِسلامی سے ضروری رہنمائی حاصل کر سکیں۔

۴۔ طلبہ و طالبات اور نوجوانوں کے لیے

یہ نصاب کالجز، یونی ورسٹیز اور دیگر تعلیمی اِداروں کے طلبہ و طالبات اور نوجوانوں کے لیے ترتیب دیا گیا ہے تا کہ وہ اِنتہا پسندانہ فکر سے متاثر ہونے کی بجائے اِسلام کے تصورِ اَمن و اِعتدال سے رُوشناس ہوکر معاشرے کے ذمہ دار اور کارآمد اَفراد بن سکیں۔

۵۔ سول سوسائٹی کے جملہ طبقات کے لیے

یہ نصاب سول سوسائٹی کے تمام طبقات کے لیے مرتب کیا گیا ہے چاہے اُن کا تعلق کسی بھی شعبہ ہائے زندگی سے ہو۔ یہ عوام الناس میں محبتِ اِنسانیت، عدمِ تشدد اور معاشرے میں اِسلام کے تصورِ اَمن و سلامتی کے کلچر کو فروغ دینے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ **بقیہ چار کتب کے برعکس یہ ایک مکمل درسی کتاب ہے جس میں نصاب کی تمام تفصیلات مع مشتملات شامل کردی گئی ہیں۔**

اِس قراردادِ اَمن کے ذریعے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اس نصابِ اَمن کو تمام تعلیمی اداروں، مدارس اور عوام الناس تک پہنچایا جائے تا کہ معاشرے سے اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کے حقیقی خاتمے کی جد و جہد جلد کام یابی سے ہم کنار ہو۔

آرٹیکل نمبر 13

حکومتی سطح پر ایک ایسا فورم تشکیل دیا جائے جو دینی مدارس، تنظیمات اور جماعتوں کو آنے والی بیرونی فنڈنگ کا بغور جائزہ لے۔ ان دینی مدارس، تنظیمات اور جماعتوں کو بیرونی ممالک سے مسلکی، جماعتی، تنظیمی یا اداراتی بنیادوں پر براہِ راست فنڈنگ پر پابندی عائد کی جائے۔ مغربی ممالک سے وظائف (scholarships) کی مد میں آنے والی اِمداد کی طرز پر اِسلامی ممالک سے آنے والی اِمداد کے لیے بھی قومی سطح پر ایک pool تشکیل دیا جائے جہاں سے مساوی طور پر فنڈز تقسیم ہوں۔

مدارس کو ملنے والی بیرونی اِمداد

دنیا بھر میں تعلیمی مقاصد کے لیے خطیر رقم خرچ ہوتی ہے۔ خاص طور پر مغربی ممالک میں تعلیم اولین ترجیح شمار کی جاتی ہے۔ ریاستِ پاکستان عوام کے تعلیمی مسائل کے حل میں سنجیدہ نہیں ہے۔ سالانہ بجٹ میں تعلیم کے لیے بہت کم رقم مختص کی جاتی ہے۔ جہاں تک تعلق دینی تعلیم کا ہے، پاکستان میں اس کا سارا نظام خود کفالت پر انحصار کرتا ہے۔ بعض مخصوص مدارس کو بھیک اور خیرات میں چندہ دیا جاتا ہے جو انتظامیہ کی جیبوں میں چلا جاتا ہے۔ اس کے عوض سیاسی مقاصد حاصل کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں کثیر تعداد میں مدارس کو بیرونی ممالک سے امداد ملتی ہے۔ وفاقی حکومت کے ایک سینیٹر نے سوالات کا جواب دیتے ہوئے خود اعتراف کیا کہ خیبر پختونخواہ، بلوچستان اور سندھ میں 23 مدارس بیرونی امداد لیتے ہیں۔ یہ مدارس مخصوص مکتبہ فکر و مسلک کے حامل ہیں جو اپنے ہم مسلک ممالک سے اِس لیے اِمداد لیتے ہیں تاکہ اُن ممالک کے مسلک اور مکتبہ فکر کو اپنے ملک میں promote کرسکیں۔

موجودہ حالات میں جبکہ دہشت گردی اپنے عروج پر ہے، بتائے گئے حکومتی اَعداد و شمار پر اِعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ وفاقی حکومت کی طرف سے پیش کردہ اَعداد و شمار میں پنجاب کا ذکر

نہ کرنا سراسرِ اغماضِ حقیقت ہے۔ سیاسی و مذہبی قیادت کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ ملک و قوم کو تقسیم کرنے کے لیے، صوبائی، لسانی، علاقائی تعصّبات کو اُبھارا جاتا رہا ہے تاکہ divide and rule کا انگریزی doctorine اپنی ہی قوم پر استعمال کیا جا سکے۔

لہٰذا متقاضی اَمر یہ ہے کہ ملک میں موجود تمام مدارس کی تفصیلات قوم کو بتائی جائیں اور ان کو ملنے والی امداد کو ایک فورم کے ذریعے منظّم کیا جائے تاکہ اس رقم کا منفی استعمال روکا جا سکے۔ اِسی طرح مختلف تنظیمات اور جماعتوں کو آنے والی بیرونی فنڈنگ جو مسلکی، جماعتی، تنظیمی یا ادارتی بنیادوں پر کی جاتی ہے اس پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔

ہم اس قراردادِ اَمن کے ذریعے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت وقت دینی مدارس کی کفالت خود اپنے ذمے لے اور ان مدارس میں پڑھنے والے لاکھوں طلباء کو معاشرہ کے کارآمد اَفراد بنانے کے لیے ریاست اپنا کردار ادا کرے، جبکہ منفی مقاصد کے لیے آنے والی بیرونی فنڈنگ کو مکمل طور پر بند کیا جائے۔

آرٹیکل نمبر 14

فرقہ واریت، اِنتہا پسندی، تکفیریت اور دہشت گردی کے فروغ کا سبب بننے والے لٹریچر کی اِشاعت اور تقسیم پر کلیتًا پابندی عائد کی جائے۔

اِس حقیقت سے اِنکار ممکن نہیں کہ اِنتہا پسندی، فرقہ واریت اور تکفیریت معاشرے کے لیے زہرِ قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس معاشرے میں اِنتہا پسندی اپنے عروج پر ہو، فرقہ واریت کا فروغ عام ہو اور تکفیریت کا زہر اَذہان میں گھولا جا رہا ہو تو اس معاشرے کو دہشت گردی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ ایک مسلک کے رہنما دوسرے مسلک کے رہنماؤں کو سرِ عام کافر، مشرک اور مرتد قرار دیتے ہوں تو ان حالات میں اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کا راستہ کبھی نہیں روکا جا سکتا۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ فَيَسُبُّوا اللهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ. (۱)

اور (اے مسلمانو!) تم ان (جھوٹے معبودوں) کو گالی مت دو جنہیں یہ (مشرک لوگ) اللہ کے سوا پوجتے ہیں پھر وہ لوگ (بھی جواباً) جہالت کے باعث ظلم کرتے ہوئے اللہ کی شان میں دشنام طرازی کرنے لگیں گے۔

ربِ ذو الجلال نے قرآن مجید میں کفار کے جھوٹے خداؤں کو بُرا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے چہ جائیکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر کفر کے فتوے لگائے اور اسے بُرا بھلا کہے۔ اَس اَمر کی یقیناً پورے زور و شور سے نفی کرنا ہوگی؛ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيْهِ: يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا. (۲)

---

(۱) الأنعام، ٦: ١٠٨

(۲) ١- بخاري، الصحيح، كتاب الأدب، باب من أكفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال، ٥: ٢٢٦٣، رقم: ٥٧٥٢

←

جس کسی نے اپنے (مسلمان) بھائی کو (اے کافر) کہہ کر بلایا تو ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف کفر لوٹ آئے گا۔

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں آقا ﷺ نے دوسرے مسلمان کو فقط کافر کہہ کر بلانے پر وعید کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹ آتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ فتویٰ ساز فیکٹریاں جہاں سے فتاویٰ کفر کا اِجراء ہوتا ہے، کلام و کتاب میں کفریہ فتووں کی بوچھاڑ ہوتی ہے ان کے لیے وعید کا عالم کیا ہوگا؟

اِسلام اَمن و سلامتی اور رواداری کا مذہب ہے جو کہ غیر مسلم اَہلِ کتاب کو یہ پیغام دیتا ہے:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ. (۱)

آپ فرما دیں: اے اَہلِ کتاب! تم اس بات کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں اِسلام اور دیگر مذاہب کو مشترکہ معاملات پر اکٹھا ہونے پر زور دیا جا رہا ہے تو ایک خدا کو ماننے والے، ایک کلمہ پڑھنے والے، ایک نبی و رسول ﷺ کو ماننے والے ایک جھنڈے کے نیچے کیوں جمع نہیں ہو سکتے؟ لا محالہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا اسی میں ہے کہ تمام اَہلِ اِیمان اور اَہلِ اِسلام باہمی تعصّبات و تنازعات کو بھلاتے ہوئے یک جان ہو کر اُمتِ مسلمہ کی بھلائی اور بہتری کے لیے کام کریں۔ اگر قومی ایکشن پلان پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے اور تمام برائیوں کی جڑ اور بنیاد یعنی تکفیریت پر مکمل پابندی لگا دی جائے تو یقیناً یہ اِقدام نہ صرف پاکستان بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ میں اِنتہا پسندی کے خاتمے کا باعث بنے گا۔

.... ۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من قال لأخیه المسلم کافر، ۱: ۷۹، رقم: ۶۰

(۱) آل عمران، ۳: ۶۴

اس قراردادِ اَمن کے ذریعے ہم درد مندارنہ اپیل کرتے ہیں کہ پاکستان میں اگر دہشت گردی کا خاتمہ کرنا ہے تو ان فتویٰ ساز فیکٹریوں کو بند کرنا ہوگا۔ اِنتہا پسندی، تکفیریت، بدعقیدگی، تنگ نظری پر مشتمل تمام لٹریچر کی ترسیل روکنا ہوگی اور وہ تمام مذہبی رہنما جو تکفیریت کا زہر پھیلا رہے ہیں ان کی زباں بندی کرنا ہوگی۔

آرٹیکل نمبر 15

جملہ مذاہب کے بانیان اور پیغمبرانِ کرام علیہم السلام کی گستاخی کو کسی طور پر آزادیِ اِظہار قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ تمام مذاہب کی تعلیمات اور جملہ عالمی قوانین کی رُو سے یہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے اِنسانی حقوق کی صریح خلاف ورزی ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ کوئی قوم یا ملّت اپنے سیاسی، قومی یا مذہبی رہنماؤں کی توہین برداشت نہیں کرتی چہ جائیکہ پیغمبرِ اَمن و سلامتی حضور نبی اکرم ﷺ کی توہین وتحقیر کر کے دنیا بھر میں بسنے والے ڈیڑھ اَرب مسلمانوں کو قلبی و ذہنی اَذیت میں مبتلا کیا جائے۔

پیغمبرِ اسلام ﷺ کی ذاتِ مقدسہ ہر مسلمان کو اپنی جان سے عزیز تر ہے۔ آپ ﷺ کی عزت و ناموس پر کوئی مسلمان سمجھوتہ نہیں کرسکتا۔ جہاں تک آزادیِ اِظہارِ رائے کا تعلق ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بنیادی اِنسانی حقوق میں سے ہے جسے نہ صرف امریکی آئین اور قانون میں بلکہ حقوقِ اِنسانی کے عالمی اِعلامیہ (Universal Declaration of Human Rights)، قانونِ حقوقِ اِنسانی اور بنیادی اِنسانی حقوق کے تمام ممالک کی دستاویزات میں تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ لیکن دنیا کے کئی ممالک کے دساتیر میں اس کے ساتھ ساتھ عزت و حرمت کو تحفظ دینے والے قوانین کی موجودگی اِس اَمر کا بین ثبوت ہے کہ اِنسانی وقار کی حفاظت بھی بنیادی اِنسانی حقوق میں شامل ہے۔ جس طرح آزادیِ اِظہارِ رائے بنیادی اِنسانی حقوق میں سے ہے، اُسی طرح اِنسانی وقار کی حفاظت بھی بنیادی اِنسانی حق ہے جس سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا۔

عالمی دساتیر اور قوانین ایسے رویوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں جو اِنسانی وقار کو مجروح کرنے کا باعث ہوں، حتی کہ امریکی دستور کی آٹھویں ترمیم اِنسانی وقار کے تحفظ کو اس حد تک یقینی بناتی ہے کہ اِس ترمیم کی رُو سے:

کسی کو کوئی بھی ایسی سزا نہیں دی جاسکتی جس کی شدت اور انداز اِنسانی وقار کے منافی ہو۔

اِس تناظر میں کسی اِنسانی رویے کو کیونکر اِس اَمر کی اِجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ کسی کی اِہانت اور بے توقیری کا سبب بنے۔

اَقوامِ متحدہ کے سابق سیکرٹری جنرل کوفی عنان (Kofi Annan) نے کہا تھا:

میں آزادیِ اِظہارِ رائے کے حق کا اِحترام کرتا ہوں لیکن اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ حق قطعاً بھی مطلق نہیں ہے۔ یہ حق اِحساسِ ذِمہ داری اور دانش مندی کے ساتھ مشروط ہے۔

سابق برطانوی وزیر خارجہ جیک سٹرا (Jack Straw) نے کہا تھا:

ہر شخص کو آزادیِ اِظہارِ رائے کا حق حاصل ہے اور ہم اس کا احترام کرتے ہیں لیکن کسی کو بھی توہین کرنے یا بغیر کسی سبب کے اشتعال انگیزی کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ...... ہر مذہب کے لیے کچھ قابلِ حرمت اُمور ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ درست نہیں کہ آزادیِ اِظہار رائے کے نام پر عیسائیوں کی تمام مقدس رسوم اور عبادات پر ہر طرح کی تنقید کی جاتی رہے اور نہ ہی اس کی کوئی گنجائش ہے کہ یہودی، ہندو یا سکھ مذہب کے حقوق اور مقدس رسوم کو موردِ الزام ٹھہرایا جائے۔ نہ ہی ایسا رویہ مذہبِ اِسلام کے حوالے سے اختیار کیا جانا چاہیے۔ ہمیں اس طرح کی صورت حال میں عزت و احترام کو برقرار رکھنے کے لیے احتیاط کرنا ہوگی۔

امریکی محکمۂ خارجہ کے سابق ترجمان کرٹس کوپر (Kurtis Cooper) نے کہا:

ہم سب اِظہارِ رائے کی آزادی کے حق کا خوب اِحترام کرتے ہیں لیکن اِسے صحافتی ذمہ داری سے ماورا نہیں ہونا چاہیے۔ مذہبی یا نسلی نفرت کو اِس آڑ میں بھڑکانے کا عمل قابلِ قبول نہیں ہوسکتا۔

سابق فرانسیسی وزیر خارجہ فلپ ڈوسے بلیزی (Philippe Douste-Blazy) نے کہا تھا:

> آزادیِ اِظہارِ رائے کے قانون پر عمل برداشت، عقائد اور مذاہب کے احترام کی روح کے ساتھ ہونا چاہیے جو ہمارے ملک کے سیکولر اِزم کی بنیادی اَساس ہو۔

اگر برداشت، رواداری اور بقاے باہمی کے عالمی متفقہ اُصول کونظر انداز کر دیا جائے اور اَخلاقی اور مذہبی اَقدار کی بے توقیری کی جائے تو عالمی اَمن کی صورت حال بد سے بدتر ہوجائے گی اور دنیا میں موجود تناؤ کوختم کرنے کی تمام کوششیں بے سود ہوکر رہ جائیں گی۔

آج اِس اَمر کی ضرورت ہے کہ اِس خوف ناک اور پریشان کن صورتِ حال کے خاتمے کے لیے فوری اِقدامات کیے جائیں ورنہ یہ اَمنِ عالم کے لیے سنگین خطرہ بن سکتی ہے۔ وہ لوگ جو اس بات کے حامی ہیں کہ آزادیِ اِظہارِ رائے کے حق پر کوئی قدغن نہیں لگائی جاسکتی اور اس پر کوئی بھی پابندی ناقابلِ برداشت ہے۔ انہیں اپنے جمہوری معاشروں پر نظر ڈالنی چاہیے کہ ان کے ہاں ہونے والی دہشت گردی کے خلاف حالیہ قانون سازی میں شہری آزادیوں کوکس حدتک پابند کر دیا گیا ہے اور کئی ایسے اِقدامات کیے گئے ہیں جن کے نتیجے میں معاشرہ میں رہنے والے افراد کے حقوق اور آزادیوں کی بظاہر واضح طور پر تحدید ہوئی ہے۔

آج مسلمان یہ محسوس کر رہے ہیں کہ انہیں آزادیِ اِظہارِ رائے کے حق کی آڑ میں جان بوجھ کر ہدف بنا کر دیوار سے لگایا جارہا ہے۔ ایسے حالات میں جب بھی مسلمانوں کے عقیدہ کے اِنتہائی مقدس پہلوؤں کی تضحیک کی جائے گی یا حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کی اہانت ہوگی تو اس کا ردِعمل بھی لازماً شدید تر ہوگا۔ یہ بات باعثِ حیرت ہے کہ مغربی اور یورپی اَقوام کو جہاں دہشت گردی کی لعنت سے حفاظت کے لیے آزادیِ رائے کے اِظہار پر بھی پابندی روا ہے، وہاں اِسی آزادیِ رائے کے حق کے نام پر ایسے اِہانت انگیز اِقدامات کے ذریعے مسلمانانِ عالم کے جذبات اور اِحساسات کو نہ صرف مجروح کیا جا رہا ہے بلکہ دہشت گردوں اور اِنتہا پسندوں کو اپنے غیر قانونی اِقدامات کے لیے منطقی جواز فراہم کیے جا رہے ہیں۔

بظاہر اظہارِ رائے کی آزادی کے حق کا بہت غلغلہ ہے لیکن دنیا کا کوئی بھی مذہب مقدس ہستیوں، رسولوں، پیغمبروں اور اللہ کے کلام کی اہانت کی اجازت نہیں دیتا، حتیٰ کہ 'کتابِ مقدس (The Bible)' کا 'عہد نامہ عتیق (Old Testament)' اور 'عہد نامہ جدید (New Testament)' دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین سے منع کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر 'عہد نامہ عتیق' کی کتاب 'اِحبار (Leviticus)، 24:13-16'؛ 'اِحبار (Leviticus)، 24:23'؛ '2 سموئیل (2 Samuel)، 12:14' اور 'عہد نامہ جدید' کی کتاب 'متی کی اِنجیل (Matthew)، 12:32'؛ 'مرقس کی انجیل (Mark)، 3:29' اور 'لوقا کی انجیل (Luke)، 12:10' ملاحظہ ہوں۔

اِسلام قدیم آسمانی مذاہب ہی کا تسلسل ہے۔ اس نے بھی تمام رسولوں اور پیغمبروں خصوصاً حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِحترام کو اِیمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ دنیا کے تمام براہیمی اَدیان نے پیغمبروں کی توہین کی ممانعت کی ہے لیکن 'عہد نامہ عتیق (Old Testament)'، 'عہد نامہ جدید (New Testament)' اور قرآنِ مجید میں پیغمبروں کے اِحترام کی تعلیمات نے کسی بھی شخص کو اظہارِ رائے کی آزادی کے حق سے محروم نہیں کیا۔

ایک مسلمان تو کسی مذہب کے کسی پیغمبر علیہ السلام کی گستاخی کا سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ ایسا کرنے سے اس کا دائرۂ اِیمان میں رہنا ہی ممکن نہیں رہے گا۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے قران مجید میں ارشاد فرمایا:

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ.[۱]

یہ سب رسول (جو ہم نے مبعوث فرمائے) ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر

(۱) البقرة، ۲: ۲۵۳

فضیلت دی ہے، ان میں سے کسی سے اللہ نے (براہِ راست) کلام فرمایا اور کسی کو درجات میں (سب پر) فوقیت دی (یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کو جملہ درجات میں سب پر بلندی عطا فرمائی)، اور ہم نے مریم کے فرزند عیسیٰ (علیہ السلام) کو واضح نشانیاں عطا کیں اور ہم نے پاکیزہ روح کے ذریعے اس کی مدد فرمائی۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کس طرح دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی شان و عظمت بیان فرماتا ہے۔ لہٰذا کوئی مسلمان تو بانیانِ مذاہب میں سے کسی کی گستاخی و بے ادبی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ اِس کے برعکس مغربی دنیا میں چند شر پسند عناصر نبیِ رحمت ﷺ اور اِسلامی تعلیمات کے متعلق ہرزہ سرائی کرتے رہتے ہیں۔ وہ آزادیِ اِظہارِ رائے کو بنیاد بنا کر گستاخانہ لب و لہجہ اِختیار کرتے ہیں، مسلمانوں کے لیے ان کا یہ رویہ کسی صورت برداشت نہیں ہو سکتا۔ اگر مغرب میں آزادیِ اِظہارِ رائے کے باوجود ہولوکاسٹ کے ذکر پر پابندی ہو اور تقریراً یا تحریراً کسی طرح ملوث ہونے پر سزا مقرر ہو اور جیل کی ہوا کھانی پڑ جائے تو پھر یہ دوہرا معیار کیوں؟

اِسلام اَمن و آشتی کا درس دیتا ہے، بھائی چارے اور اخوت کا درس دیتا ہے، بقاے باہمی کی تلقین کرتا ہے تو اِسلام کے بارے میں عالم مغرب کا غیر منصفانہ رویہ کیوں؟

لہٰذا ہم اس قراردادِ اَمن کے ذریعے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر اِس دنیا کو اَمن کا گہوارہ بنانا ہے اور دہشت گردی اور اِنتہا پسندی کا خاتمہ کرنا ہے تو پھر اِسلام اور اَہلِ اِسلام کے ساتھ ہتک آمیز رویہ روا نہ رکھا جائے اور عالمی سطح پر ایسے قوانین بنائے جائیں کہ کوئی بھی کسی مذہب اور دین کے متعلقات کے بارے میں گستاخی کی جسارت نہ کر سکے۔

آرٹیکل نمبر 16

غربت، معاشی ناہمواری، بے روزگاری اور ظلم و اِستحصال جیسے عناصر اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کے فروغ میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ لہٰذا پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لیے مؤثر اور فوری اِقدامات کیے جائیں اور وہاں اچھی تعلیم اور روزگار کے بہتر مواقع فراہم کیے جائیں۔

سرورِ دو عالم ﷺ کا فرمان ہے:

كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا.(۱)

غربت و افلاس اِنسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

پاکستان میں حضور نبی اکرم ﷺ کے اِس قول مبارک کے عملی مظاہر ہر طرف نظر آتے ہیں۔ غربت و افلاس کے ستائے لوگ اپنے پیارے بچوں کو رہن رکھنے اور بیچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ بعض ظالمانہ کھیلوں میں چند روپوں کے عوض غریب لوگ اپنے دل کے ٹکڑوں کو بیچ دیتے ہیں۔ ان معصوم بچوں پر وہاں جو گزرتی ہے اس کے تصور سے ہی ہر صاحبِ دل کا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ غربت اور معاشی بدحالی کی بڑھتی ہوئی شرح نے اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کو پھلنے پھولنے کے لیے سازگار فضا فراہم کی ہے۔ دہشت گرد جانتے ہیں کہ جو لوگ غربت و افلاس کے ہاتھوں تنگ آ کر خودکشی کے ذریعے اپنی جان لے سکتے ہیں، انہیں چند ٹکوں کے عوض دوسروں کی جان لینے پر بھی آمادہ کیا جا سکتا ہے۔

1947ء سے آج تک پاکستان مسائلستان بنا ہوا ہے۔ یوں تو پاکستان بھر میں غربت اور بے روزگاری کے عفریت نے پنجے گاڑ رکھے ہیں لیکن شمالی علاقہ جات اور جنوبی پنجاب میں اس عفریت نے عوام کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دہشت گردوں کو اپنے

---

(۱) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۲۶۷، رقم: ۶۶۱۲

۲۔ قضاعی، مسند الشھاب، ۱: ۳۴۲، رقم: ۵۸۶

مذموم مقاصد کے لیے ان علاقوں سے افرادی قوت بڑی آسانی سے دستیاب ہو جاتی ہے۔ نیز ان علاقوں کی اکثریت بچوں کی پرورش، اسکول کی فیسوں اور تعلیمی اخراجات کی استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے انہیں اسکولوں اور کالجوں کی بجائے دینی مدارس میں داخل کرا دیتی ہے۔ وہاں انہیں مفت دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ بعض مدارس میں اِنتہا پسندی، فرقہ پرستی اور تنگ نظری کی تعلیم بھی ملتی ہے، جس کے نتیجے میں کئی طلباء میں عسکریت پسندی کا رجحان زور پکڑ لیتا ہے۔

دہشت گرد عناصر سادہ لوح جوانوں کو Brain washed کرنے کے بعد انہیں اپنی دہشت گردانہ کی کارروائیوں کے لیے استعمال کرتے اور ان سے خودکش حملے کرواتے ہیں۔ ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری، اغوا کاری جیسے مکروہ دھندے کرواتے ہیں جس سے ملک میں جرائم کی سطح بڑھتی جا رہی ہیں جو بہت خطرناک عنصر ہے۔

حکومت کو ان پسماندہ علاقوں کی معاشی ترقی کے لیے مؤثر اقدامات کرنے چاہییں۔ اس ضمن میں وہاں انڈسٹریل زون بنائے جائیں تاکہ غریبوں کو روزگار کے لیے دور دراز شہروں میں نہ جانا پڑے، انہیں وہیں روزگار میسر آ سکے اور وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی خودنگرانی کر کے انہیں عسکریت پسندوں سے بچا سکیں۔

نیشنل ایکشن پلان کا حصہ ہے کہ ملک پاکستان کے دور دراز علاقہ جات، FATA، بلوچستان کے پسماندہ علاقہ جات میں غربت اور معاشی ناہمواریوں کا خاتمہ کیا جائے تاکہ دور اُفتادہ علاقوں میں اِنتہا پسندانہ رویوں اور رُجحانات کا خاتمہ کیا جائے۔

۞ لٰہذا اِس قرارداد کے ذریعے اس بات کا پُرزور مطالبہ کیا جاتا ہے کہ غربت اور معاشی ناہمواریوں کا خاتمہ کر کے دہشت گردی اور اِنتہا پسندی میں مدد و معاون بننے والے عناصر کا کلیتًا خاتمہ کیا جائے۔

آرٹیکل نمبر 17

اِنتہا پسندانہ نظریات و اَفکار رکھنے والی تنظیموں اور جماعتوں پر مکمل پابندی لگائی جائے اور اُنہیں نام بدل کر بھی کام کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اِنتہا پسندی کو فروغ دینے والے لیڈرز اور شخصیات کو ban کیا جائے اور اُنہیں کسی بھی طرح کام کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اِس سلسلے میں خصوصی قانون سازی کی جائے اور خلاف ورزی پر دہشت گردی کی خصوصی عدالتوں میں مقدمات چلائے جائیں۔

کالعدم تنظیمیں (Banned Outfits)

پاکستان میں دہشت گردی اور اِنتہا پسندی کی جڑیں مضبوط اور گہری ہیں جس میں سیاسی، مذہبی اور قومی ادارے برابر کے شریک ہیں۔ 80ء کی دہائی میں اِنتہا پسند مذہبی و سیاسی گروہوں کی سر پرستی کی گئی جس کی وجہ سے آج اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کا عفریت پوری قوم کو ڈس رہا ہے اور ہمارے معاشرے کی اَمن و یگانگت پر مشتمل بنیادیں کھوکھلی ہو رہی ہیں۔

پاکستان میں فرقہ وارانہ اور دہشت گردانہ کارروائیوں میں ملوث 43 دہشت گرد اور متحارب گروپس کو ban کر دیا گیا لیکن افسوس ناک صورت حال یہ ہے کہ انہی (banned outfits) کے حامی اور معاون حکومتی ایوانوں میں بھی موجود ہیں، جو کبھی نہیں چاہتے کہ ان کی پسندیدہ مذہبی یا سیاسی تنظیم (outfits) پر پابندی عائد ہو۔ اسی لیے وفاقی اور صوبائی کابینہ کے اندر یہ اختلاف کھل کر سامنے آیا کہ فلاں کو ban کیا جائے اور فلاں گروہ دہشت گرد نہیں ہے اس سے پابندی اٹھائی جائے۔ ایوانِ اِقتدار میں اس معاملے پر ایک دوسرے پر تھپڑوں کی آواز بھی میڈیا کے ذریعے سنائی دی۔

مذکورہ بالا تمام صورتِ حال کے بعد اَعلیٰ قومی اداروں کی مداخلت کے باعث حکومتِ وقت کالعدم تنظیموں، متحارب اور دہشت گرد گروہوں کی لسٹ کو برقرار رکھنے پر مجبور ہوئی ہے۔

یقیناً یہ امر تسلی بخش ہے کہ قومی ادارے اپنا کردار ادا کرنے کے لیے میدانِ عمل میں اُتر چکے ہیں۔

یہ اَمر بھی قابل غور ہے کہ بعض اِنتہا پسند اور دہشت گرد گروہ اپنا نام تبدیل کر کے پاکستان میں اپنی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان میں بعض گروہ ویلفیئر کے نام پر اور بعض گروہ جہادِ کشمیر و فلسطین کے نام پر اور بعض زلزلہ زدگان و سیلاب زدگان کی امداد کے نام پر کروڑوں اربوں روپے جمع کر رہے ہیں۔ یہ عناصر بعد ازاں اِسی رقم کو اپنے عقائد، اِنتہا پسندانہ نظریات اور دہشت گردانہ کارروائیوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

لہٰذا اِس قراردادِ اَمن کے ذریعے ہم NAP کے تحت یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان تمام اِنتہا پسند، عسکریت پسند اور دہشت گرد گروہوں پر پابندی برقرار رکھی جائے اور انہیں غیر مسلح کرنے یا اُن کا کلی صفایا کرنے کے لیے کارروائیاں مزید تیز کی جائیں اور سیاسی و مذہبی جماعتوں کے حمایت یافتہ اُن گروہوں پر مکمل پابندی عائد کی جائے جو نام کی تبدیلی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

آرٹیکل نمبر 18

رسول مکرم ﷺ تاریخِ اِنسانی کے سب سے بڑے پیامبرِ اَمن ہیں۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ اَمن کو ترجیح دی اور اسے ہی فروغ دیا اور حتی الامکان جنگ سے اِحتراز برتا کیونکہ جنگ کبھی مسائل کا حل نہیں رہی۔ ہم دنیا کو جنگ کی بھٹی میں جھونکنے کے تمام سفاکانہ اِقدامات کے خاتمے اور پیغمبرِ اَمن ﷺ کی تعلیماتِ اَمن کو عام کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

رسولِ رحمت ﷺ بطور پیغمبرِ اَمن

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنٰـکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَo (۱)

اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کرo

اے حبیبِ مکرم! اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر صرف اس شان کے ساتھ، اس مرتبے کے ساتھ اور اس صفت اور وصف کے ساتھ کہ آپ تمام عالموں کے لیے، تمام کائنات کے لیے سراپا رحمت ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ مشرکین کے خلاف بددعا کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً. (۲)

---

(۱) الأنبياء، ۲۱:۱۰۷۔

(۲) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها، ۴: ۲۰۰۶، رقم: ۲۵۹۹

۲۔ بخاري، الأدب المفرد: ۱۱۹، رقم: ۳۲۱

مجھے لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا، مجھے تو صرف (سراپا) رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

آقا ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ اِنسانیت سے محبت کی جائے۔ یہ محبتِ رسول ﷺ کی ہی ایک شاخ ہے یعنی زندگی عدمِ تشدد کے طرزِ عمل پر گزارنے کا نام تعلیماتِ اِسلام ہے۔ جو شخص اِنسانیت، بے گناہ بچوں، عورتوں، بوڑھوں، مریضوں اور جوانوں کا قتل کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ اِسلام کی خدمت کر رہا ہے، درحقیقت وہ اِسلام کی نہیں بلکہ کفر کی معاونت اور رسول پاک ﷺ کے دین سے بغاوت کر رہا ہے۔ وہ دینِ اِسلام کا دشمن ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَنَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ. (1)

رسول اللہ ﷺ کے کسی غزوہ میں ایک عورت مقتولہ پائی گئی تو آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی (سختی سے) ممانعت فرما دی۔

آقا علیہ السلام کو اطلاع دی گئی کہ جنگ کے دوران بعض غیر مسلم عورتیں اور بچے بھی مار دیے گئے ہیں۔ وہ عورتیں اور بچے یقیناً ان کے لشکر کا حصہ ہوں گے اور ان کو طبی اور دیگر امداد فراہم کر رہے ہوں گے مگر جب آقا علیہ السلام کو بتایا گیا کہ عورتوں اور بچوں کو بھی مار دیا گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔

لوگوں کو جہاد کا غلط تصور سمجھا دیا گیا ہے کہ بچوں اور عورتوں کا قتل عام جہاد اور اِسلام کی خدمت ہے۔ نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ عمل رسول اللہ ﷺ سے بے وفائی اور اِسلام سے غداری و بغاوت کے مترادف ہے۔

---

(1) بخاري، الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب قتل النساء في الحرب، ۳:۱۰۹۸، رقم: ۲۸۵۲

لہٰذا اِس قراردادِ اَمن کے ذریعے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پُراَمن کردار پوری دنیا کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ اِسلام کا روشن چہرہ پوری دنیا کے سامنے کھل کر سامنے آئے اور اِسلام اور بانیِ اِسلام ﷺ پر لگنے والے دہشت گردی کے جھوٹے الزامات کا خاتمہ کیا جاسکے۔

آرٹیکل نمبر 19

اِسلام میں جہادِ اَکبر کی تمام اَقسام پر اِنفرادی سطح پر زور دیا گیا ہے جب کہ جہاد بالقتال (lawful war) صرف ریاستی سطح پر تمام مطلوبہ شرائط کی تکمیل کے بعد ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اِنفرادی یا جماعتی سطح پر حربی کارروائیوں کی قطعی طور پر اِجازت نہیں ہونی چاہیے۔ جہاد کے نام پر فساد بپا کرنے والے عناصر کو سختی سے کچلا جائے کیونکہ دینِ اِسلام کو بدنام کرنے والے کسی رِعایت کے مستحق نہیں ہیں۔

اِسلام ہر مسلمان کو متحرک اور فعال زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔ ایک مسلمان کی زندگی سراپا جہاد ہوتی ہے۔ لفظ جہاد قرآن و حدیث میں وسیع مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ اس میں ریاضت و مجاہدہ، جد و جہد اور کوشش کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اِس کی متعدد اقسام ہیں:

۱۔ جہاد بالنفس

۲۔ جہاد بالعلم

۳۔ جہاد بالعمل

۴۔ جہاد بالمال

۵۔ جہاد بالسیف (دفاعی جہاد)

۱۔ جہاد بالنفس

اِسلام نے اِنسان کے اَخلاق و کردار کی اِصلاح یعنی نفسِ اَمارہ کے خلاف جد و جہد کو جہادِ اَکبر قرار دیا ہے۔ حضرت جابر ﷛ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس غازیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا:

قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ.

تمھیں جہادِ اَصغر (جہاد بالقتال) سے جہادِ اَکبر (جہاد بالنفس) کی طرف لوٹ کر آنا مبارک ہو۔

عرض کیا گیا: جہادِ اَکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ. (۱)

اِنسان کا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا جہادِ اَکبر ہے۔

اِس فرمانِ رسول ﷺ سے واضح ہو رہا ہے کہ جہاد بالقتال جہادِ اَصغر ہے جبکہ جہاد بالنفس جہادِ اَکبر ہے۔

۲۔ جہاد بالعلم

اِسی طرح معاشرے میں جہالت کے خاتمے اور فروغِ علم کے لیے کی جانے والی ہر قسم کی جد و جہد جہاد بالعلم کہلاتی ہے۔

۳۔ جہاد بالعمل

اپنے کردار و عمل سے معاشرے کی تشکیل و تعمیر میں حصہ لینا بھی جہاد ہے۔ سماج میں بڑھتے ہوئے ظلم و ستم کے خلاف ڈٹ جانا اور فلاحِ عامہ کے لیے کوشش کرنا بھی جہاد بالعمل

(۱) ۱۔ بیہقی، الزهد الکبیر:۱۶۵، رقم:۳۷۳
۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳:۵۲۳
۳۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۶:۴۳۸
۴۔ ابن رجب حنبلي، جامع العلوم والحکم:۱۹۶
۵۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲:۱۴۴
۶۔ سیوطی، شرح سنن ابن ماجه، ۱:۲۸۲، رقم:۳۹۳۴

ہے۔ عبادات، ذِکرِ اِلٰہی، خدمتِ والدین اور صلہ رحمی وغیرہ جہاد بالعمل کی ہی مثالیں ہیں۔

۴۔ جہاد بالمال

جہاد کی تمام اقسام کی تکمیل کے لیے مالی معاونت کرنا جہاد بالمال کہلاتا ہے۔ معاشرے سے غربت کے خاتمے، علم کے فروغ، اِصلاحِ نفس اور اِصلاحِ اَحوالِ اُمت کے لیے مال خرچ کرنا جہاد بالمال کے زُمرے میں آتا ہے۔

۵۔ جہاد بالسیف (دفاعی جہاد)

اِسلامی ریاست اور اُس کے شہریوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی خاطر مسلح جد و جہد کرنا جہاد بالسیف ہے۔ قرآن و حدیث میں جہاد بالسیف یعنی دفاعی جہاد کے لیے کڑی شرائط مقرر کی گئی ہیں۔ اِن شرائط پر عمل درآمد میدانِ جنگ میں بھی واجب ہے۔ اِن شرائط کی رُو سے کسی مسلمان شخص، گروہ یا فرقے کو ہرگز اجازت نہیں کہ وہ اِنفرادی سطح پر جہاد کا آغاز کرے یا لشکر بنا کر جہاد کے نام پر فساد شروع کر دے۔ اِسلامی ریاست میں جہاد کا اِعلان اور فریضہ ریاستی ذمہ داری ہے۔ اگر کوئی اِنفرادی سطح پر اِعلانِ جہاد کرتے ہوئے مسلح اِقدام کرے گا تو وہ باغی کہلائے گا اور اسے اس خروج کی سزا دی جائے گی۔

❁ لٰہذا ہم اِس قراردادِ اَمن کے ذریعے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اِس شق کو سامنے رکھتے ہوئے فساد فی الارض کی جملہ شکلوں پر قابو پایا جائے اور جہاد کے نام پر ملک و ملّت اور عالمی برادری کو خوف و وحشت میں مبتلا کرنے پر اِنتہا پسند اور دہشت گرد عناصر کے مکمل خاتمے کے لیے مؤثر کارروائی کی جائے۔

آرٹیکل نمبر 20

قرآن و سنت میں تمام غیر مسلموں کے ساتھ پُراَمن بقاے باہمی کی واضح تعلیمات موجود ہیں۔ لہٰذا ہم غیر مسلموں کے خلاف ہر طرح کے ظلم و زیادتی کی پُرزور مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت تمام اَقلیتوں کے تحفظ کے لیے مؤثر نظام وضع کرے تا کہ کمزور طبقات کے معاشی، سیاسی، سماجی اور قانونی اِستحصال کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

غیر مسلموں کے ساتھ پُراَمن بقاے باہمی کی واضح تعلیمات

اِسلام دینِ اَمن و سلامتی ہے اور معاشرے میں موجود تمام طبقات کو بلا اِمتیازِ رنگ و نسل اور دین و مذہب بقاے اَمن کا درس دیتا ہے جس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا. (۱)

جس نے کسی معاہد (غیر مسلم شہری) کو قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے۔

یہ کم سے کم مسافت بیان کی گئی ہے۔ مختلف روایات میں مختلف مسافتوں کا ذکر ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت تک محسوس ہوگی لیکن غیر مسلم شہری کو ناحق قتل کرنے والا اس سے محروم رہے گا۔ حتیٰ کہ ایک موقع پر یہاں تک فرما دیا کہ غیر مسلم شہری کو ناحق قتل کرنے والا جنت کی خوشبو سے ہی محروم رہے گا۔ ارشاد

---

(۱) بخاري، الصحيح، كتاب الجزية، باب إثم من قتل معاهدا بغير جرم، ۳:۱۱۵۵، رقم: ۲۹۹۵

فرمایا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدَةً بِغَيْرِ حِلِّهَا (وَفِي رِوَايَةٍ: بِغَيْرِ حَقِّهَا) حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ أَنْ يَّجِدَ رِيْحَهَا. (۱)

جس نے کسی غیر مسلم شہری کو ناجائز طور پر (اور ایک روایت میں ہے کہ ناحق) قتل کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام فرما دی ہے۔

رحمتِ دو عالم ﷺ کے ان فرامین اور سیرتِ طیبہ کی پیروی بعد ازاں خلفاے راشدین کے دور میں بھی جاری رہی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قافلے کو شام بھیجتے ہوئے جو احکامات صادر فرمائے، ان میں آپ نے یہ بھی حکم فرمایا تھا:

وَلَا تَهْدِمُوْا بِيْعَةً ...... وَلَا تَقْتُلُوْا شَيْخًا كَبِيْرًا، وَلَا صَبِيًّا وَلَا صَغِيْرًا وَلَا امْرَأَةً. (۲)

اور عیسائیوں کی عبادت گاہوں کو منہدم نہ کرنا ...... اور نہ بوڑھوں کو قتل کرنا، نہ بچوں کو، نہ چھوٹوں کو اور نہ ہی عورتوں کو (قتل کرنا)۔

حضرت ثابت بن الحجاج الکلابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَلَا! لَا يُقْتَلُ الرَّاهِبُ فِي الصَّوْمَعَةِ. (۳)

خبر دار! کسی گرجا گھر کے پادری کو قتل نہ کیا جائے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب خلیفۂ اوّل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر دمشق اور

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵:۳۶، رقم: ۲۰۳۹۹

۲۔ حاکم، المستدرك علی الصحيحين، ۱:۱۰۵، رقم: ۱۳۵

(۲) ہندی، کنز العمال، ۴: ۴۷۵، رقم: ۱۱۴۱۱

(۳) ابن أبي شيبة، المصنف، ۶: ۴۸۳، رقم: ۳۳۱۲۷

شام کی سرحدوں سے عراق اور ایران کی طرف لوٹے تو راستے میں باشندگانِ عانات کے ساتھ یہ معاہدہ کیا:

(۱) ان کے گرجے اور خانقاہیں منہدم نہیں کی جائیں گی۔

(۲) وہ ہماری نماز پنج گانہ کے سوا ہر وقت اپنا ناقوس بجا سکتے ہیں، ان پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔

(۳) وہ اپنی عید پر صلیب نکال سکتے ہیں۔[۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ ذِمَّتُنَا، فَدَمُهُ كَدَمِنَا، وَدِيَتُهُ كَدِيَتِنَا.[۲]

جو ہماری غیر مسلم رعایا میں سے ہے اس کا خون اور ہمارا خون برابر ہیں اور اس کی دیت بھی ہماری دیت کی طرح ہے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِذَا قَتَلَ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِيَّ قُتِلَ بِهِ.[۳]

اگر کسی مسلمان نے عیسائی کو قتل کیا تو وہ مسلمان (اُس کے قصاص میں) قتل کیا جائے گا۔

❖ مندرجہ بالا اُصولوں کی روشنی میں قراردادِ اَمن پڑھنے اور اس پر دستخط کرنے والے مطالبہ کرتے ہیں کہ مسلم معاشرے میں پُراَمن بقاے باہمی پر اِرتکاز کرتے ہوئے اِنتہا پسندی اور دہشت گردی پر قابو پایا جائے اور اِسلامی تعلیمات کی روشنی میں غیر مسلم اقلیتوں کو مکمل تحفظ اور حقوق فراہم کیے جائیں تاکہ اِسلامی معاشرے کو مثالی بنایا جا سکے۔

---

(۱) أبو يوسف، كتاب الخراج: ۱۵۸

(۲) بيهقي، السنن الكبرىٰ، ۸: ۳۴

(۳) شيباني، الحجة، ۴: ۳۴۹

آرٹیکل نمبر 21

ہم دنیا کی تمام حکومتوں سے بھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ نفرت، تشدد، مذہبی عدمِ رواداری اور قومیت پرستی کے خلاف اپنی اقلیتوں کو مکمل تحفظ فراہم کریں۔

غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ جس انداز میں عہد رسالت مآب ﷺ میں کیا گیا اس کی مثال پوری اِنسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے مواثیق، معاہدات اور فرامین کے ذریعے اس تحفظ کو آئینی اور قانونی حیثیت عطا فرما دی تھی۔ عہدِ نبوی میں اَہلِ نجران سے ہونے والا معاہدہ مذہبی تحفظ اور آزادی کے ساتھ ساتھ جملہ حقوق کی حفاظت کے تصور کی عملی وضاحت کرتا ہے۔ اِسے امام ابو عبید القاسم بن سلام، امام حمید بن زنجویہ، ابن سعد، بیہقی اور بلاذری سب نے روایت کیا ہے۔ اِس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ تحریری فرمان جاری فرمایا تھا:

وَلِنَجْرَانَ وَحَاشِيَتِهَا ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللهِ، عَلٰى دِمَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأَرْضِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ وَرَهْبَانِيَّتِهِمْ وَأَسَاقِفَتِهِمْ وَغَائِبِهِمْ وَشَاهِدِهِمْ وَبَعْثِهِمْ وَأَمْثِلَتِهِمْ. لَا يُغَيَّرُ مَا كَانُوْا عَلَيْهِ، وَلَا يُغَيَّرُ حَقٌّ مِنْ حُقُوْقِهِمْ وَأَمْثِلَتِهِمْ، لَا يُفْتَنُ أُسْقُفٌ مِنْ أُسْقُفِيَّتِهٖ، وَلَا رَاهِبٌ مِنْ رَهْبَانِيَّتِهٖ، وَلَا وَاقِفٌ مِنْ وَقَافِيَّتِهٖ، عَلٰى مَا تَحْتَ أَيْدِيْهِمْ مِنْ قَلِيْلٍ أَوْ كَثِيْرٍ، وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ رَهَقٌ. (۱)

---

(۱) ۱۔ بيهقی، دلائل النبوة، ۵: ۳۵۹-۳۸۹

۲۔ ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۱: ۲۸۸، ۳۵۸

۳۔ أبو يوسف، كتاب الخراج: ۷۸

۴۔ أبو عبيد القاسم، كتاب الأموال: ۲۴۴-۲۴۵، رقم: ۵۰۳

۵۔ ابن زنجويه، كتاب الأموال: ۴۴۹-۴۵۰، رقم: ۷۳۲

اللہ تعالیٰ اور اُس کے نبی رسول محمد ﷺ، اَہلِ نجران اور ان کے حلیفوں کے لیے اُن کے خون، ان کی جانوں، ان کی زمینوں، ان کے اَموال، ان کے مذہب، ان کے راہبوں اور پادریوں، ان کے موجود اور غیر موجود اَفراد اور قافلوں اور اُن کے استھان (مذہبی ٹھکانے) وغیرہ کے ضامن اور ذِمہ دار ہیں۔ جس دین پر وہ ہیں اس سے ان کو نہ پھیرا جائے گا۔ ان کے حقوق اور اُن کی عبادت گاہوں کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے گی۔ نہ کسی پادری کو، نہ کسی راہب کو، نہ کسی سردار کو اور نہ کسی عبادت گاہ کے خادم کو- جو اُن کے ہاتھوں (یعنی ملکیت) میں ہے، چاہے وہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس کے ذمہ دار ہیں- (اس سے نہیں ہٹایا جائے گا) اور ان کو کوئی خوف وخطرہ نہ ہوگا۔

امام حمید بن زنجویہ نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد بھی عہد صدیقی میں یہی معاہدہ نافذ العمل رہا۔ پھر عہد فاروقی اور عہد عثمانی میں حالات کی تبدیلی کے پیش نظر کچھ ترامیم کی گئیں مگر غیر مسلموں کے مذکورہ بالا حقوق کی حفاظت و ذمہ داری کا وہی عمل کامل روح کے ساتھ برقرار رہا۔

اِسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے فتح خیبر کے موقع پر بھی یہود کے اَموال و اَملاک کے بارے میں اِعلان فرمایا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں موجود تھے۔ لوگ (مجاہدین) جلدی میں یہود کے بندھے ہوئے جانور بھی لے گئے۔ آپ ﷺ نے مجھے نماز کے لیے اذان دینے کا حکم فرمایا۔ ...... نماز کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

أَلَا! وَإِنِّي أُحَرِّمُ عَلَيْكُمْ أَمْوَالَ الْمُعَاهِدِيْنَ بِغَيْرِ حَقِّهَا.[(۱)]

خبردار! میں تم پر غیر مسلم اقلیتوں کے اَموال پر ناحق قبضہ کرنا حرام کرتا ہوں۔

دورِ نبوی میں ان معاہدات، دستاویزات اور اعلانات سے اقلیتوں کے حقوق کا درج

(۱) طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۱۱۱، رقم: ۳۸۲۸

ذیل خاکہ سامنے آتا ہے:

۱۔ اِسلامی حکومت کے تحت رہنے والی غیر مسلم رعایا کو مساوی قانونی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

۲۔ ان کے مذہب سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ ان کے اَموال، جان اور عزت و آبرو کی حفاظت مسلمانوں ہی کی طرح اِسلامی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

۴۔ اِسلامی حکومت اُنہیں اِنتظامی اُمور کے عہدے، جس قدر وہ اَہلیت و اِستحقاق رکھیں، تفویض کر سکتی ہے۔

۵۔ اپنے مذہبی نمائندے اور عہدے دار وہ خود متعین کرنے کے مجاز ہوتے ہیں، ان کی عبادت گاہیں قابلِ اِحترام ہیں اور انہیں مکمل تحفظ حاصل ہے۔[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اقلیتوں کا خیال تھا حالانکہ ایک اَقلیتی فرقہ کے فرد نے ہی آپ کو شہید کیا، لیکن اس کے باوجود انہوں نے فرمایا:

أُوصِی الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِيْ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ ﷺ: أَنْ يُوْفٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَأَنْ لَا يُكَلَّفُوْا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ.[2]

میں اپنے بعد والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ میں آنے والے غیر مسلم شہریوں کے بارے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کیے ہوئے عہد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لیے بوقتِ ضرورت لڑا بھی جائے اور اُن پر اُن کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔

---

(۱) أبو یوسف، کتاب الخراج: ۱۵۸

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی قبر النبی ﷺ، ۱: ۴۶۹، رقم: ۱۳۲۸

هم اِس قراردادِ اَمن کے ذریعے مطالبہ کرتے ہیں کہ آئے روز اقلیتوں کے حقوق کی پامالی کی جو خبریں ملتی ہیں ان کا نوٹس لے کر اِنتہا پسند اور دہشت گرد عناصر کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ اِسی طرح اِس قرارداد کے ذریعے ہم یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں تمام ممالک کی حکومتیں اپنے اپنے ممالک میں اقلیتوں کے لیے ایسی اقدار کو فروغ دیں جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے معاشرے میں اقلیتوں کے لیے رائج فرمائی تھیں۔

آرٹیکل نمبر 22

ہر طرح کی اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کی ہر سطح پر سرپرستی کا کلیتًا خاتمہ کیا جائے۔

آیاتِ قرآنی، اَحادیثِ نبوی اور تصریحاتِ اَئمہ سے ثابت شدہ اَمر ہے کہ دہشت گرد موجودہ دور کے خوارج ہیں اور ان کی علامات اور عقائد و نظریات کے تفصیلی تجزیہ سے بھی یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر میں اُن (خوارج) کو پا لوں تو ضرور اُنہیں قتل کر دوں گا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ. (۱)

اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو ضرور بالضرور اُنہیں قومِ ثمود کی طرح قتل کر دوں گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ. (۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازي، باب بعث علی بن أبي طالب وخالد بن الولید إلی الیمن قبل حجة الوداع، ۴: ۱۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴
۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۲-۷۴۳، رقم: ۱۰۶۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب قول الله تعالی: تعرج الملائکة والروح إلیه، ۶: ۲۷۰۲، رقم: ۶۹۹۵
۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأنبیاء، باب قول الله: وأما عاد فأهلکوا بریح صرصر شدیدة عاتیة، ۳: ۱۲۱۹، رقم: ۳۱۶۶

اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح ضرور بالضرور قتل کر دوں گا۔

امام ابو العباس القرطبی 'المفھم شرح صحیح مسلم' میں فرماتے ہیں:

اور حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: 'اگر میں انہیں پا لوں تو ضرور بالضرور قومِ عاد کی طرح قتل کر کے کُلیتًا ختم کر دوں' اور دوسری روایت میں 'قومِ ثمود کی طرح قتل' کرنے کے الفاظ ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ انہیں پا لیتے تو (اُن کے خلاف کارروائی کر کے) ہر صورت ان کا قتلِ عام فرماتے حتیٰ کہ ایک وقت میں ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑتے۔ ان میں سے کسی کے قتل کو مؤخر فرماتے نہ ان میں سے کسی کو مہلت دیتے جیسا کہ اللہ رب العزت نے قومِ عاد کے ساتھ کیا کہ انہیں شدید ہوا کے ذریعے ہلاک کر دیا اور قومِ ثمود کو سخت آواز کے ذریعے تباہ و برباد کر دیا۔ (1)

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں ثابت ہوجاتا ہے کہ خوارج کے خلاف ریاستی سطح پر کارروائی کر کے ان کا کُلی خاتمہ عین واجب ہے۔ جب بھی ان کا کوئی گروہ ظہور پذیر ہو اُسے مکمل طور پر نابود کرنا اور اُس کی جڑیں کاٹ دینا اَمن و سلامتی کا ضامن ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی پوری تاریخ میں اَہلِ حق کا یہی وطیرہ رہا ہے کہ جب بھی اس گروہ نے سر اٹھایا اسے ختم (terminate) کر دیا گیا۔

سابقہ انبیاء علیہم السلام نے بھی فتنہ پرور لوگوں کو انجام تک پہنچانے اور معاشرے سے فتنہ و فساد کے مستقل خاتمے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور یہی دعا کی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے خلاف دعا کی تو اُس کا سبب بھی یہ تھا کہ آئندہ کے لیے شر و فساد کا کلیتًا خاتمہ ہوجائے۔ قرآن حکیم میں اس کا ذکر یوں آیا ہے:

.... ٣۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب ذکر الخوارج وصفاتھم، ٢: ٧٤١، رقم: ١٠٦٤

(١) قرطبی، المفھم، ٣: ١١٠

اِنَّکَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَکَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًاo(۱)

بے شک اگر تو اُنہیں (زندہ) چھوڑے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتے رہیں گے، اور وہ بدکار (اور) سخت کافر اولاد کے سوا کسی کو جنم نہیں دیں گے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ اِن خوارج کو جتنی جلد ممکن ہو سکے، نیست و نابود کر دیا جائے تاکہ وہ مزید شرانگیزی نہ کر سکیں۔ قرآن حکیم کے مطابق جب سرکش و باغی قوموں کو اِتمامِ حجت کے بعد اچانک عذاب دیا گیا تو یک لخت ان کی ساری کی ساری قوت تباہ کر دی گئی۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ قومِ ثمود کے متعلق اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَکَانُوْا کَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِo(۲)

بے شک ہم نے اُن پر ایک نہایت خوفناک آواز بھیجی سو وہ باڑ لگانے والے کے بچے ہوئے اور روندے گئے بھوسے کی طرح ہوگئے۔

مذکورہ بالا اِرشاداتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی سے ثابت ہوگیا کہ مسلح خارجی گروہوں کے ساتھ مذاکرات کرکے انہیں مہلت دینا درحقیقت انہیں دوبارہ منظّم ہونے کا موقع فراہم کرنا ہے جو کہ سراسر حکمِ اِلٰہی اور حکمِ رسول ﷺ کی خلاف ورزی ہے۔

(۱) نوح، ۷۱: ۲۷

(۲) القمر، ۵۴: ۳۱

آرٹیکل نمبر 23

عالمی قوانین اور رویوں میں امتیازات ختم کر کے مساوات کو رائج کیا جائے۔

دہشت گردی اور اِنتہا پسندی صرف پاکستان کا مسئلہ ہی نہیں بلکہ ایک عالمی مسئلہ ہے، 9/11 کے بعد دنیا کی حالت بدل گئی، دہشت گردی کے خلاف عالمی جدوجہد کا آغاز کیا گیا، پھر لندن میں 7/7 سے حالت مزید تبدیل ہوئے جبکہ 13/11 کے پیرس حملوں کے بعد عالمی سطح پر دہشت گردی کے خلاف یہ جنگ مزید سنگین ہونے کا پیغام مل رہا ہے۔

اگرچہ یہ جنگ کسی مذہب یا ملک کی نہیں بلکہ اس کرۂ اَرضی پر بسنے والے تمام اِنسانوں کی مشترکہ جنگ ہے لیکن اس بات کو بھی جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ دہشت گردی کی اس لہر میں بہت بڑا حصہ عالمی قوانین اور رویوں میں تفاوت و عدم مساوات کا ہے۔ خاص طور پر عالم اِسلام کے خلاف نفرت آمیز و ہتک آمیز رویہ روا رکھا جاتا ہے۔ اگرچہ اس میں ایک حد تک کردار عالم اِسلام کا اپنا بھی ہے۔ عالم اِسلام اس وقت معتبر اور دور اندیش قیادت سے محروم ہے اور بیشتر اِسلامی ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا نہیں کیا جا سکا جس کی وجہ آج اُمتِ مسلمہ کی کشتی طوفانوں میں گھری ہوئی ہے۔ عالم اِسلام کو اپنے مسائل کو عالمی برادری کے سامنے پیش کرنے کے لیے مؤثر، معتبر اور سنجیدہ قیادت کی ضرورت ہے۔ موجودہ حالات میں ہم علامہ اقبالؒ کے اس مصرعے کے مصداق بن چکے ہیں کہ

برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

دہشت گردی کے قومی، علاقائی اور بین الاقوامی اسباب میں عالمی سطح پر بعض معاملات میں مسلمانوں کے ساتھ نااِنصافی، بعض خطوں میں بالادست طاقتوں کے دُہرے معیار اور کئی ممالک میں شدت پسندی کے خاتمے کے لیے طویل المیعاد جارحیت جیسے مسائل بنیادی نوعیت کے ہیں۔ اس صورت میں ہمیں عالمی برادری کو اس بات کا احساس دلانا ہوگا کہ مسلمانوں کے ساتھ غیر مناسب رویہ اورسلوک ختم کر کے دہشت گردی کی آگ کو ٹھنڈا کیا جا سکتا ہے۔

فلسطین، کشمیر، افغانستان، عراق، چیچنیا اور دیگر غیر ترقی پذیر اِسلامی ممالک میں عالم مغرب کو اپنا دوہرا معیار ختم کرنا ہوگا۔ ملکی اور عالمی سطح پر ایسے تمام محرکات کا خاتمہ ہونا چاہیے جن سے عوام الناس ابہام کا شکار ہوتے ہیں اور دہشت گردی کے پیچھے کارفرما خفیہ قوتوں کو تقویت ملتی ہے۔

اِس قراردادِ اَمن کے ذریعے ہم عالمی طاقتوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ عالمی قوانین اور رویوں میں غیر اِمتیازی سلوک ختم کیا جائے۔ دینِ اِسلام کے پُراَمن کردار کو تسلیم کرتے ہوئے عالمِ اِسلام کی مساوی حیثیت اور باوقار مقام کا تعین کیا جائے تاکہ کرۂ اَرضی اَمن کا گہوارہ بن سکے۔

آرٹیکل نمبر 24

ہم اِس قراردادِ اَمن کی تمام شقوں کے فوری نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں اور ان پر سختی سے کاربند رہنے کا عہد کرتے ہیں اور اَمن و محبت کے اِس عالم گیر مشن کا حصہ بننے کا اِعلان کرتے ہیں۔

ا۔ دہشت گردوں کے خلاف حکومت کی مدد عوام پر لازم ہے

جان و مال کی حفاظت حکومتِ وقت کا فرض ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عوام پر بھی لازم ہے کہ وہ حکومت کی دہشت گردوں کی کارروائیوں کی مکمل تائید کریں۔ **فتاویٰ تاتارخانیۃ** میں **علامہ عالم بن العلاء الاندریتی الدھلوی** (م۷۸۶ھ) نے یہ فتویٰ دیا ہے:

> اس بات کا جاننا ازحد ضروری ہے کہ مسلمانوں میں سے وہ دہشت گرد اور باغی عناصر جو مسلم ریاست کے خلاف خروج یعنی مسلح جد و جہد کرتے ہیں اور عدالتی احکامات کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں، ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ عسکری طور پر تیاری کر لیں اور مسلح کارروائی کے لیے جمع ہو جائیں تو حکومت کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ ان دہشت گرد باغیوں کے خلاف جنگ و قتال کرے اور اس ملک کے ہر اُس شہری پر حکومت کی اِعانت و حمایت لازم ہو جاتی ہے جو کسی حوالے سے بھی جنگ کی صلاحیت و استطاعت رکھتا ہے۔[1]

دہشت گردی کا مسئلہ ہمارا قومی مسئلہ ہے۔ لہٰذا پوری قوم اس کے خلاف یکجا ہو کر جد و جہد کرے گی تب ہی کامیابی میسر آئے گی۔ اس سلسلہ میں ہر شخص کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہر ممکن جد و جہد کرنا ہوگی۔

---

(۱) اندريتي، الفتاوى التاتارخانية، ۴: ۱۷۲

۲۔ اِنفرادی سطح پر ہماری ذمہ داریاں

1۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے اَحکامات کی روشنی میں ایک حقیقی مسلمان کی علامات کا عملی نمونہ یعنی اَمن و سلامتی کا پیکر بنیں۔

2۔ اپنی ذات، گھر، خاندان اور کاروبار ہر جگہ تحمل اور برداشت کا رویہ اپنائیں۔

3۔ اَفرادِ معاشرہ کا تعلق جس بھی قوم، برادری، رنگ و نسل یا مذہب سے ہو، اس کا احترام کریں۔

4۔ ہر قسم کی لڑائی، فتنہ و فساد اور ظلم سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔

۳۔ ملکی و قومی سطح پر ہماری ذمہ داریاں

1۔ ایسا مبلغ، مسجد یا مدرسہ جہاں سے تنگ نظری اور اِنتہا پسندی کا درس دیا جا رہا ہو، لوگوں کو کافر و مشرک بنانے کے فتوے دیے جا رہے ہوں؛ خود کو، اپنی اولاد و خاندان اور دوست اَحباب کو ان سے دور رکھیں۔

2۔ ایسی مسجد، مدرسہ یا مبلغ کی مالی خدمت نہ کریں جو بالواسطہ یا براہِ راست دہشت گردی یا دہشت گردوں کی حمایت کر رہے ہوں۔

3۔ کفر و شرک کے فتاویٰ پر مشتمل کسی قسم کے لٹریچر کی اشاعت میں کسی طرح کی مدد فراہم نہ کریں۔

4۔ اپنے گرد و نواح پر نظر رکھیں۔ مکان کرایہ پر دیتے ہوئے کرایہ دار کے مکمل کوائف اور شخصی ضمانت ضرور لیں۔

5۔ وہ تنظیمیں اور جماعتیں جنہیں حکومت نے کالعدم قرار دیا ہے ان کی کسی تقریب یا جلسے جلوس میں شریک نہ ہوں۔

6۔ کالعدم تنظیمیں کسی بھی دوسرے نام پر کسی بھی مذہبی، سیاسی، معاشرتی اور ہنگامی خدمت کے نام پر چندہ مانگیں تو انہیں ہرگز نہ دیا جائے۔

7۔ Peace Education Programme کا عملی حصہ بنیں اور معاشرے میں اَمن کے فروغ کے داعی بنیں۔

8۔ ایسی تمام تنظیموں کی نقل و حرکت اور ملک دشمن سرگرمیوں سے آگاہی پر فوراً حکومت کے اِنتظامی اداروں کو آگاہ کریں اور براہِ راست ان سے الجھنے یا مقابلہ کرنے سے گریز کریں۔

9۔ حکومت کی طرف سے فراہم کردہ ٹیلی فون نمبرز پر مشکوک سرگرمیوں کی فوراً اطلاع کریں۔

دہشت گردی کا عذاب گزشتہ تیس سالوں سے ہم پر مسلط ہے۔ دہشت گردوں کی طرف سے برپا کی گئی جنگ سے وطنِ عزیز میں ستر ہزار سے زائد افراد قربان ہو چکے ہیں۔ پورا ملک حالتِ جنگ سے دوچار ہے۔ ملک کے بیشتر وسائل قوم کو سکیورٹی فراہم کرنے پر خرچ ہو رہے ہیں۔ دہشت گرد آئے روز تخریبی کارروائیاں کر کے حکومت اور مسلح افواج کو کھلا چیلنج دے رہے ہیں۔ اگر ہم بحیثیتِ قوم اپنے دشمن کا ہر سطح پر مقابلہ نہیں کریں گے تو مزید بدترین حالات کا سامنا کرنا ہوگا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے متعدد احادیث مقدسہ میں فرمایا تھا کہ اگر بحیثیت قوم مسلمانوں نے برائی کے خاتمے کی جد و جہد ترک کر دی جائے تو ان پر عذاب مسلط کر دیے جائیں گے۔

امام اَحمد بن حنبل، ترمذی اور ابن ماجہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ. ثُمَّ تَدْعُوْنَهُ فَلاَ يُسْتَجَابُ

لَكُمْ.[۱]

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیجے گا۔ پھر تم اسے (مدد کے لیے) پکارو گے لیکن تمہاری پکار کو ردّ کر دیا جائے گا۔

امام طبرانی اور ابن ابی شیبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، أَوْ لَيُسَلِّطَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ شِرَارَكُمَ. ثُمَّ يَدْعُوْ خِيَارُكُمْ فَلاَ يُسْتَجَابُ لَكُمْ.[۲]

تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرتے رہو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے برے لوگوں کو تم پر مسلط کردے گا۔ پھر تمہارے اچھے لوگ اللہ تعالیٰ سے (مدد کی) دعا کریں گے لیکن ان کی دعا تمہارے حق میں قبول نہیں ہوگی۔

درج بالا اَحادیث سے اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ یہ وہ فریضہ ہے جو انفرادی زندگی کی آزمائشوں کا کفارہ بھی ہے اور دنیا میں عذابِ الٰہی کے راستے میں ڈھال بھی۔ اِس کو ترک کرنے سے قوم دنیوی عذاب کا شکار ہو جاتی ہے، دعاؤں کی قبولیت رک جاتی ہے اور ظالم و جابر، فاسق و فاجر، بدکردار اور خائن حکمران مسلط کر دیے جاتے ہیں۔

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۹۱، رقم: ۲۳۳۷۵
۲۔ ترمذي، السنن، کتاب الفتن، باب ما جاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنکر، ۴: ۴۶۸، رقم: ۲۱۶۹
۳۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنکر، ۲: ۱۳۲۷، رقم: ۴۰۰۴

(۲) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۲: ۹۹، رقم: ۱۳۷۹
۲۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۴۶۰، رقم: ۳۷۲۲۱

اگر ہم آج اپنے حالات کا جائزہ لیں تو یہ علامات ہمیں واضح طور پر نظر آ رہی ہیں۔ غور طلب بات ہے کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہو رہیں، زمینی اور آسمانی آفات و بلیات کی کثرت ہے؛ بداَمنی، قتل و غارت گری، کرپشن، اَقربا پروری، چوری، مہنگائی، بے روزگاری اور پریشاں حالی، الغرض کون کون سے عذاب ہیں جنہوں نے ہمیں گھیر نہیں رکھا۔

آئیں! ہم اس موقع پر عہد کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق **نھی عن المنکر** (دہشت گردی کے خلاف جنگ) کریں گے تاکہ پاک سرزمین کو اِنتہا پسندوں اور دہشت گردوں سے پاک کر کے اَمن و سلامتی کا گہوارہ بنایا جا سکے۔

ضربِ امن
ZARB E AMN

ہم اعادہ کرتے ہیں

- ہر فرد اور معاشرے کی آزادی اور حقوق یکساں ہیں۔
- ہر مذہب، ثقافت اور زبان قابل احترام ہے۔
- اسلام دین امن اور پیغمبراسلام ﷺ امن کے سب سے بڑے علمبردار ہیں۔ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔

ہم مسترد کرتے ہیں

- مذہبی، علاقائی، لسانی، نسلی اور کسی بھی بنیاد پر دہشت گردی۔
- پیغمبر اسلام ﷺ اور تمام مذاہب کے بانیان اور مذاہب کی توہین۔
- عالمی قوانین اور رویوں میں امتیازات۔
- دہشت گردی کو بطور ہتھیار استعمال کرنا۔

ہم مطالبہ کرتے ہیں

- ملک سے فتنۂ خوارج کے خاتمے تک ضرب عضب کا تسلسل۔
- دہشت گردی کیخلاف قانون سازی، فوری اور بے رحم انصاف۔
- مدارس کے نظام تدریس اور نصاب میں اصلاحات۔
- مدارس، جماعتوں اور شخصیات کو ملنے والی بیرونی امداد کا محاسبہ۔
- نفرت اور انتہاء پسندی کا سبب بنے والی تحریر، تقریر اور ترغیب پر مکمل پابندی۔
- فرو غ امن اور انسداد دہشت گردی کے اسلامی نصاب کا اداروں میں اجراء۔
- کالعدم جماعتوں اور شخصیات کے نام بدل کر کام کرنے پر پابندی۔

تحریکِ منہاج القرآن

365-M, Model Town, Lahore- Pakistan
Ph. [+92-42] 111-140-140 Fax. [+92-42] 3516 8184

MinhajulQuran MinhajulQuran www.minhaj.org